آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے | لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۷ — اپریل سنہ ۱۹۱۸ء — نمبر ۴

مطابق رجب المرجب سنہ ۱۳۳۶ھ

چندہ سالانہ

[illegible]

فہرست مضامین

ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

اعلیحضرت خلیفۃ المسیح حکیم الامۃ مولٰنا مولوی نور الدین صاحب کی مجرب المجرب ادویہ

ہم نے ناظرین کی خاطر اپنے اُستادی المکرم کے تمام عمر کے مجربات بطور ہدیہ رکھدیئے ہیں۔ آپنے بے شک مجرب ادویہ دیکھی ہونگی۔ مگر لاثانی وجود کی ایجاد بھی لاثانی ہوتی ہے جیسے فن طب میں بے مثل تھے ویسی ہی آپکے تیر بہدف ادویہ بے مثل ہیں ؃

حب اکسیر جنین یہ گولیاں آپکی تمام عمر کی مجرب المجرب ہیں انکے استعمال سے خاص فضل ربی سے کئی گھر بھرے ہوئے ہیں۔ جو کہ اسقاط حمل یعنی اٹھرا کی بیماری کی وجہ سے ویران تھے جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دل کو پاش پاش کردیتی تھی۔ یا قبل از وقت حمل ضائع ہوجاتے تھے یا کچھ دن پیدا ہونیکے بعد زندہ رہکر فوت ہوجایا کرتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے ناامید و مایوس ہوچکے تھے اب وہ گھران گولیوں کے استعمال سے بفضلہ تعالٰی بھر ہوئے ہیں قیمت فی تولہ عمر

حب بواسیر خونی کیسا ہی خون کیوں نہ جاتا ہو۔ انکے استعمال سے بند ہوجاتا ہے۔ اور دیر تک استعمال کرنے سے انشاء اللہ تعالٰی کلی نجات ہوگی قیمت ۲۴ گولی عہ

حب جاودیہ ضعف دل و دماغ۔ جگر۔ جسم میں سستی کاہلی۔ چہرہ بے رونق۔ بدن نحیف۔ آنکھیں زرد معدہ میں فتور آگیا۔ غذا ہضم نہیں ہوتی۔ بیٹھکر اُٹھنے سے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ سر چکرا گیا۔ ان اصحاب کے لئے حب جاودیہ کا استعمال کرنا تندرستی کا بیمہ کرنا ہے اور کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لانا انکا فرض ہے۔ قیمت ۳۰ عدد ٹکیاں صرف عہ

طحال پرانی سے پرانی طحال یعنی تاپ تلی کیوں نہ ہو ۲۴ روز کے استعمال سے انشاء اللہ تعالٰی آرام ہوجاتا ہے ۲۴ عدد گولیاں عہ

مرہم پھوڑے پھنسی پرانے نئے زخم گندے سے گندے بلکہ ناسور تک بھی اسکے استعمال سے بالکل اچھے ہوجاتے ہیں۔ قیمت ڈبیہ عمر

تریاق معدہ کمزوری معدہ۔ ضعف ہضم۔ پیٹ کا پھولنا۔ قراقر۔ قے۔ متلی۔ بدہضمی ترش ڈکار۔ معدہ کی خرابی سے بے ترتیبی پاخانہ۔ اسہال۔ غذا کا ہضم نہ ہونا۔ ان امراض کے لئے ہے قیمت فی شیشی عہ

سُرمہ نور کمزوری نظر۔ دھند۔ جالا۔ قریب کے ککرے۔ پڑوال۔ پھولا۔ رتوندی لیسدار رطوبت کا جاری رہنا۔ آنسوؤں کا آنا۔ ان امراض میں آپ کا نہایت مجرب المجرب سرمہ ہے۔ قیمت ۶ ماشہ صرف عہ

ملنے کا پتہ :- نظام جان عبد الرحمٰن کاغانی۔ قادیان ضلع گورداسپور

اصلی عرق کافور	وقت پر صلاح	اصلی عرق کافور

جو دوست ہوتے ہیں وہ خطرہ سے بچنے کے لیئے وقت سے پہلے نیک صلاح دیتے ہیں۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ صلاح ہے کہ موسم گرما آگیا ہے اس موسم میں کھانے پینے یا رہنے کے باعث ہیضہ ہونیکا خوف رہتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیئے پہلے ہی ایک شیشی اصلی عرق کافور منگوا کر گھر میں ڈال رکھیں جس سے اپنے یا پڑوسیوں کی وقت پر حفاظت ہو سکے یہ اصلی عرق کافور عرصہ چونتیس سال سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کے درد متلی کیلیئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے قیمت ایک شیشی ۴ر محصول ڈاک ایسے ۴ تک ۵ر

نوٹ۔ ادویات ہر جگہ کے دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے۔

دیکھیئے مہاراجہ بھیکھم نراین سنگھ دیو ضلع گیا سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپکی دوا ہیضہ کو بہت جلد دور کرتی ہے۔

جناب دیوان مہاراجہ بنارس بابو بالیشر پرشاد رام نگر سے لکھتے ہیں آپ کا عرق کافور واقعی آبحیات ہے۔

	روغن پپرمنٹ	

پیٹ کا درد۔ بدہضمی۔ اور ریاح کے فساد میں ایک بہت مشہور دوا ہے۔ یہ پپرمنٹ امریکہ کے ایک نامی کارخانہ سے منگایا جاتا ہے۔ ولایتی پپرمنٹ سے یہ کہیں بڑھکر بہتر اور مفید ہے۔ اسی پپرمنٹ میں تارپین کا تیل ملا ایک کی تین شیشیاں بنا کر لوگ بازار میں چار آنہ چھ آنہ شیشی بیچتے ہیں۔

قیمت آدھ اونس شیشی ۱۰ار محصول ڈاک و پیکنگ ایک سے چار تک ۵ار

نوٹ:۔ ادویات ہر جگہ کے دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں ورنہ کارخانے سے طلب کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲۷

ضروری اعلان

حمائل مترجم کے متعلق

جسکا نمونہ پچھلے ماہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں علاوہ آیات قرآنی اور تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالجات کے بائیبل کے وہ حوالجات بھی درج کیئے جائیں گے جن کو آیات قرآنی سے کسی قسم کا تعلق ہو مثلاً پیشگوئیاں اور تعلیم و تصدیق وغیرہ۔ پھر پاروں اور سورتوں اور مضامین کا انڈکس۔ ترجمہ تحت اللفظ مگر بامحاورہ۔ طرز خط ایسی کہ بچہ بھی بآسانی پڑھ سکے۔ غرضیکہ یہ حمائل بلحاظ جدید مسودہ اور صحت۔ چھپوائی۔ اور لکھائی وغیرہ کے اپنی نظیر آپ ہی ہوگی۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ ۱۵ مئی ۱۹۱۸ء تک درخواستیں بھیجدیں۔ درخواستوں کے ساتھ عا/ پیشگی بھیجنے والوں کو فی حمائل ۸/ کی رعایت ہوگی۔ اعلیٰ قسم کی حمائل جس کا کاغذ ولایتی۔ اور جلد ولایتی طرز کی۔ ہر ورق کے ساتھ ایک ایک سفید ورق بغرض نوٹ۔ جلد پر سنہری کام۔ اسکی قیمت عـہ/ ہوگی۔ اعلیٰ درجہ کی حمائل کے لیئے کم از کم صمہ/ پیشگی بھیجنے ضروری ہیں کیونکہ جلد پر ہر خریدار کا نام بھی سنہری حروف میں لکھوایا جائیگا۔ اعلیٰ درجہ کی حمائلیں تھوڑی تعداد میں طیار ہونگی۔ اسلیئے درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔ امید ہے کہ دیگر احباب بھی اسکی خریداری کے لیئے تحریک کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے

خاص رعایت

دو روپیہ کی کتب ڈیڑھ روپیہ میں

چونکہ مذکورہ بالا حمائل شریف کی طیاری کے لیئے بہت سے روپیہ کی فوری ضرورت ہے، اسلیئے ۱۵ رمضان المبارک تک یہ رعایت کیجاتی ہے۔ کہ مندرجہ ذیل کتب میں سے جو احباب دو روپیہ کی کتب منگائینگے انسے ۱۸/ لیا جائیگا۔ احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھاکر ہم خرما و ہم ثواب کے مستحق ہوں۔

کتب یہ ہیں:- درمکنون ۴/۔ ذکر الٰہی ۲/۔ تفریق قسم اعلیٰ ۱۲/۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۳/۔ حضرت مسیح موعود کا آخری لیکچر ۱/۔ لیکچر سیالکوٹ ۲/۔ ڈائری حضرت مسیح موعود ۵/۔ دافع البلاء علاج طاعون ۱/۔ لیکچر لاہور ۴/۔ تصدیق النبوۃ فی القرآن ۲/۔ تبلیغی خطوط ۲۵ عدد فی روپیہ۔ پیغامبر کے تیرہ سوالات ۲۵ عدد فی روپیہ۔ لیکچر شملہ ۲/۔ علاوہ ازیں ہر قسم کی کتب پتہ ذیل سے طلب کریں:-

خاکسار:- محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان دارالامان

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ محمد نصیب پرنٹر و پبلشر صدر انجمن احمدیہ قادیان کیلئے طبع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں پر اعتراضات کا جواب

مقدمہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر تشابہ واقع ہونے کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ بعض اوقات لوگ پیشگوئی کی اصل میعاد کے متعلق غلطی میں پڑ جاتے ہیں اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ بعض اوقات تو پیشگوئی کے لئے الہام الٰہی میں کوئی میعاد مقرر ہی نہیں ہوتی مگر حالات کچھ ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ جس سے عام طور پر اس کے ظہور کے لئے ایک خاص وقت سمجھ لیا جاتا ہے اور بعض وقت میعاد تو مقرر ہوتی ہے مگر اس میعاد سے خدا کی اصطلاح میں کچھ اور مراد ہوتا ہے۔ اوّل صورت کی مثال صلح حدیبیہ کے واقع میں ملتی ہے آنحضرت صلعم کو دکھایا گیا تھا کہ آپنے صحابہؓ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کیا ہے جس سے سب صحابہؓ نے یہی سمجھا کہ اسی سال طواف ہوگا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہوگا چنانچہ آنحضرتؐ بھی اسی خیال کے ماتحت مدینہ سے صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت کو لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ طواف کریں اور اس طرح وہ پیشگوئی پوری ہو کیونکہ انبیاءؑ تو اپنی طرف سے بھی پیشگوئیوں کے پورا کرنے کی کوشش میں کمی نہیں کرتے اور یہ توکّل کے خلاف نہیں بلکہ عین توکّل ہے۔ بعض لوگوں نے

ایک جھوٹا توکّل بنایا ہوا ہے کہ اپنی طرف سے کچھ نہ کیا جاوے کیونکہ جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ تو ہو کر ہی رہیگا۔ مگر انبیاءؑ کی سُنّت کے یہ خلاف ہے، وہ باوجود خدا کے وعدہ کے اسباب (جو وہ بھی خدا ہی کے پیدا کردہ ہیں) کی پوری رعایت رکھتے ہیں اور اپنی طرف سے پوری کوشش سے کام لیتے ہیں مگر ہاں بے شک اسباب پر توکّل نہیں کرتے بلکہ بھروسہ خدا پر ہی ہوتا ہے جیسا کہ مثلاً نبی کریمؐ سے وعدہ تھا کہ عرب اور شام اور فارس وغیرہ آپ کے ہاتھ میں آئیگا تو کیا آنحضرتؐ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہے کہ بس جب الٰہی وعدہ ہے تو مل ہی رہیگا ہم کو کوشش کی کیا ضرورت ہے۔ نہیں بلکہ آپ نے اسی خدائی وعدہ کو پورا کرنے کے لئے جان توڑ کوشش فرمائی اور صحابہؓ نے اپنا خون پانی کی طرح بہایا تو گویا اسباب کی رعایت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے پورا کرنے کی اپنی طرف سے کوئی کوشش کرنا یہ توکّل کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین توکّل ہے اور سُنّت الرسل کے مطابق ہاں بے شک اسباب پر بھروسہ کر لینا اور اپنی کامیابی کا انحصار انپر رکھنا خلاف توکّل ہے۔ غرض آنحضرتؐ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مکّہ کی طرف طواف کی نیّت سے روانہ ہوئے مگر جب مکّہ کے قریب پہنچے تو کفار مکّہ نے آپکو طواف کرنے سے روک دیا۔ اس موقع پر جو صلح کفار سے ہوئی وہ صلح حدیبیہ کہلاتی ہے۔ اس صلح کے ماتحت آنحضرتؐ کو صحابہؓ کے ساتھ بغیر طواف کیئے مدینہ کو واپس آنا پڑا۔ اسپر کئی صحابہؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خدا نے تو دکھایا تھا کہ طواف ہوگا لیکن ہم بغیر طواف کیئے واپس جا رہے ہیں حتّٰی کہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی ایک وقت کے لیئے اس وہم اور تردد کا شکار ہو گئے مگر آنحضرتؐ نے سمجھایا کہ مطلق طواف کرنا دکھایا گیا تھا اسی سال کی شرط تو ساتھ نہ تھی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال طواف کرینگے چنانچہ اگلے سال کیا۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۵، قسطلانی جلد ۴ باب الشروط فی الجہاد۔ وتفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۱۔ وزرقانی شرح مواہب الدنیہ) مگر جب تک عملاً ان کو طواف سے روکا نہیں گیا سب صحابہؓ اور آنحضرتؐ یہی سمجھتے تھے کہ اسی سال طواف ہوگا گویا ایسے حالات پیدا ہو گئے

تھے کہ ایک ایسی پیشگوئی جس میں کوئی تعیین نہ تھی معین سمجھ لی گئی اور اس طرح تشابہ واقع ہوگیا - دوسری صورت یہ ہے کہ تعیین تو ہو مگر اس سے اس کا ظاہری مفہوم مراد نہ ہو جیسے مثلاً جب کفار مکہ نے آنحضرتؐ سے عذاب کا نشان مانگا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا **قل لکم میعاد یوم** (سورۃ سبا رکوع ۴) یعنی ان کو کہدے کہ اس عذاب کیلئے تمہارے واسطے ایک یوم کی میعاد مقرر کیجاتی ہے٭ جس سے مراد یہ تھا جیسا کہ واقعات نے بعد میں ظاہر کیا کہ نبی کریمؐ کے مکہ سے ہجرت کرجانے کے قریباً ایک سال بعد کفار مکہ پر موعود عذاب آئیگا گویا اس آیت میں ایک سال کے لیئے یوم کا لفظ رکھا گیا پس تشابہ ظاہر ہے اگر اسوقت ہمارے زمانہ کا کوئی جبہ پوش مولوی موجود ہوتا تو یقین ہے کہ گھڑی لیکر بیٹھ جاتا اور چوبیس گھنٹے کے بعد چلا اُٹھتا کہ چونکہ میعاد مقررہ کے اندر اندر سارے کافر ہلاک نہیں ہوگئے اسلیئے (نعوذ باللہ) پیشگوئی غلط نکلی مگر معلوم ہوتا ہے اُسوقت کے مخالف نسبتاً زیادہ سادہ اور سلیم الفطرت تھے کیونکہ بہتوں نے جنگ بدر سے فائدہ اُٹھایا (جو اس پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا) اور اسلام اختیار کیا - اس موقعہ پر یہ بھی یاد رہے کہ **قل لکم میعاد یوم** میں وعید تو ظاہرا سب کفار مکہ کے لیئے معلوم ہوتا ہے مگر بدر میں تو صرف پچاس ایک ہی قابو آئے گویا اس پہلو سے بھی ہمارے مخالفین کے اصول کے مطابق کچھ تشابہ سا ہی رہا ٭

پھر تشابہ واقع ہوجانے کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ بعض اوقات جس شخص کے متعلق پیشگوئی ہو اسکی اولاد یا اس کا کوئی قریبی مراد ہوتا ہے یا مامور کی صورت میں اس کا جانشین یا مثیل بھی مراد ہو سکتے ہیں - صورت اوّل کی ایک واضح مثال عکرمہؓ بن ابوجہل میں ملتی ہے - ابوجہل کی نسبت آنحضرتؐ نے دیکھا تھا کہ اسکے ہاتھوں میں جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ دیا گیا ہے (اسد الغابۃ جلد ۴ و اصابہ و کنز العمال بحوالہ طبرانی) مگر جیسا کہ سب جانتے ہیں واقعات نے آنحضرتؐ کی اس

٭ یہ پیشگوئی بائیبل میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۶ - منہ

پیشگوئی کے معنی عکرمہ بن ابوجہل کا مشرف بالاسلام ہونا ثابت کیئے۔ گویا اس پیشگوئی میں ابوجہل سے مراد عکرمہ بن ابوجہل تھا نہ کہ خود ابوجہل۔ مگر کجرو مخالف تو یہی کہیگا کہ چونکہ ابوجہل خود مسلمان نہیں ہُوا بلکہ کفر کی حالت پر مرا اس لئے پیشگوئی نعوذ باللہ غلط نکلی۔ اسی طرح ایک روایت آتی ہے کہ آنحضرتؐ نے دیکھا کہ اسید (جو کہ ایک کافر تھا اور کفر ہی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہُوا) کو مکّہ کا حاکم بنایا جائیگا لیکن وہ فتح مکّہ سے پہلے ہی کفر کی حالت میں وفات پاگیا اسلیئے فتح مکّہ کے بعد آنحضرتؐ نے اسکی جگہ اسکے بیٹے عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم بنایا (زرقانی شرح مواہب الدنیہ جلد ۳ صفحہ ۷) اور اس طرح اسید کے حاکم بننے کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ مگر ناظرین انصاف سے کہیئے کہ کیا جس طریق پر حضرت مرزا صاحبؑ کی پیشگوئیوں کو ناپا جاتا ہے اس طریق پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ افسوس حضرت مرزا صاحب کی مخالفت نے ہمارے مسلمان کہلانیوالے بھائیوں کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال رکھا ہے کہ صرف اسوجہ سے کہ کہیں حضرت مرزا صاحب کو نہ ماننا پڑ جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو اعتراضات کا نشانہ بنا لیتے ہیں کیونکہ اگر حضرت مرزا صاحب کی بعض پیشگوئیوں میں تشابہ واقع ہو جانے کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے تو خدارا ہم کو سمجھاؤ کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں میں اس قسم کے تشابہ واقع ہو جانے سے آپکی صداقت کیوں مشتبہ نہیں ہوتی۔ خوب یاد رکھو کہ حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ ساتھ ہی اسلام کو بھی خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ خدا کے سب رسول ایک کسوٹی پر پرکھے جاتے ہیں۔ نبی کریم کو ارشاد ہوتا ہے کہ قل ما کنت بدعاً من الرسل (پارہ ۲۶ رکوع ۱) یعنی تو اپنے مخالفوں کو کہدے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں بلکہ مجھ سے پہلے اللہ کے بہت رسول ہو گذرے ہیں پس جن دلائل سے تم انکی سچائی کے قائل ہوئے انکے مطابق مجھے بھی ناپ لو۔ اسی طرح

حضرت مرزا صاحب بھی ساری عمر یہی کہتے رہے کہ دیکھو میں کوئی نیا رسول نہیں بلکہ مجھ سے پہلے اللہ کے بہت رسول ہو گذرے ہیں جن کو تم مانتے ہیں۔ پس جن دلائل کی رو سے تم پہلے رسولوں کی صداقت کے قائل ہو انہیں سے میری صداقت بھی پرکھ لو۔ مگر لوگ من گھڑت معیاروں سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو پرکھنا چاہتے ہیں جن کی رو سے پہلے انبیاءؑ کی رسالت بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔

خیر یہ تو بطور جملہ معترضہ کے تھا اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات جس شخص کے متعلق پیشگوئی ہوتی ہے اس کا کوئی قریبی مراد ہوتا ہے مگر لوگ چونکہ ہر ایک بات میں ظاہر کو لیتے ہیں اسلئے وہ اعتراض کرتے ہیں اور شور مچاتے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ پھر جیسا کہ مینے اوپر لکھا ہے بعض اوقات اگر کسی مامور کی اپنی ذات کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو تو اس سے اس کا کوئی جانشین یا خلیفہ بھی مراد ہوتا ہے جیسے مثلاً آنحضرتؐ نے دیکھا کہ خزائن الارض کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں دیگئیں (بخاری کتاب الرؤیا) لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ وفات پاگئے اور خزائن الارض کی چابیاں آپ کو نہیں ملیں بلکہ وہ آپ کے خلفاء برحق کے ہاتھوں میں دی گئیں۔ گویا اس پیشگوئی میں آپ کے وجود سے آپ کے خلفاء مراد تھے۔ ناظرین ذرا خدا کا خوف دل میں رکھکر کہیں کہ اگر اس قسم کا واقعہ حضرت مرزا صاحب کی کسی پیشگوئی کے ساتھ بھی پیش آوے تو وہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق کیا رائے قائم کریں۔ یہی نا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط نکلی اور اگر کسی احمدی کے منہ سے یہ سن پائیں کہ مرزا صاحب کے وجود میں فلاں پیشگوئی اگر پوری نہیں ہوئی تو کوئی حرج نہیں آپ کی اولاد یا کسی جانشین میں پوری ہو جائیگی تو اس بیچارے کی بات ہنسی میں اڑا دیں کہ واہ میاں یہ خوب کہی پیشگوئی تو ہو مرزا صاحب کی اپنی ذات کے متعلق اور پوری ہو کسی غیر کے وجود میں مگر مہربان آپ ہنسی کریں یا مذاق۔ بات یہی سچ ہے کہ بعض وقت جس شخص کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو اس سے اسکا کوئی قریبی یا جانشین مراد ہوتا ہے

جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ ہم کو لوگوں کی مخالفت یا ہنسی مذاق کی پروا نہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم جیسے وجود کی لوگوں نے مخالفت کی اور ہنسی اڑائی حالانکہ وہ بابرکت وجود تو دنیا کے لیئے ایک مجسم رحمت تھا تو پھر مرزا صاحب جو آپ کے ایک خادم تھے وہ کس طرح بچتے مگر ہاں رنج ہے تو یہ کہ اندھا دھند مخالفت کی جا رہی ہے۔ سرور کائنات پر اعتراض پڑتا ہے تو پڑے مگر مرزا صاحب کی کوئی بات سچّی نہ مانی جائے۔ ایسی باتوں کو دیکھ کر مجھے بعض وقت خیال آیا کرتا ہے کہ ہمارے مخالف مولویوں کو شاید در اصل نبی کریمؐ کی صداقت میں شک واقع ہو گیا ہؤا ہے مگر چونکہ ادھر نظر اٹھاتے ڈرتے ہیں اس لیئے درمیان میں حضرت مرزا صاحب کے وجود کو آڑ بنایا ہؤا ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کو اسی بات کی وجہ سے اعتراضات کا نشانہ بناتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم میں بھی پائی جاتی ہے ؂

پھر تشابہ کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ انذاری پیشگوئیاں رجوع الی الحق سے ٹل جاتی ہیں۔ یعنی اگر کسی شخص کے متعلق وعید کی پیشگوئی ہو کہ اس پر عذاب نازل ہوگا تو اگر وہ رجوع الی الحق کرے تو پیشگوئی ٹل جاتی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے جب بندہ اپنی حالت میں کوئی تبدیلی پیدا کرتا ہے تو وہ ارحم الراحمین ذات بھی اسکے ساتھ اپنا سلوک بدل لیتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (سورۃ بنی اسرائیل) یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ لوگ تو اپنی کمزوریوں اور بدیوں کو ڈھانپنے کی کوشش کر رہے ہوں اور وہ انکو عذاب میں مبتلا کر دے کیونکہ دنیوی عذاب رسولوں کے مقابل میں شوخی اور شرارت کے نتیجہ میں آتا ہے صرف اپنی ذات کے اندر بداعمال یا باطل مذہب پر ہونے کی وجہ سے نہیں آیا کرتا بلکہ اس کے لیئے آخرت مقرر ہے اسلیئے جب کوئی شخص اپنا رویہ بدلتا ہے تو خدا اسپر سے عذاب ٹال دیتا

ہے خواہ تبدیلی خفیف ہی ہو جیسا کہ فرمایا کہ ومن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ (الزلزال) یعنی جو ذرہ بھر بھی نیکی کریگا وہ اس کا بدلہ پائیگا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ رجوع الی الحق دل کی کیفیت کا نام ہے کیونکہ ایمان کی قرارگاہ قلب ہے اور دل کی کیفیات کی عالم صرف ذات باری تعالیٰ ہے ہاں ظاہر میں بھی رجوع کے کچھ نہ کچھ شواہد ملنے ضروری ہیں تا لوگوں پر حجت ہو اور انکے لیئے جائز طور پر اعتراض کا کوئی موقعہ نہ رہے۔ غرض رجوع الی الحق سے عذاب ٹل جایا کرتا ہے اور ٹل جانا چاہیئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ پیشگوئی کے اندر رجوع الی الحق کی شرط کا مذکور ہونا ضروری نہیں کیونکہ جب یہ شرط ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر قرآن شریف میں بیان ہو چکی ہے تو پیشگوئی میں اسکے الگ بیان کی ضرورت نہیں اور اگر بیان ہو تو یہ باری تعالیٰ کا مزید احسان ہے۔ اور اگر ہمارے کرم فرما مولوی صاحبان خواہ مخواہ جنگ نہ اٹھیں تو میرا تو اس بات پر بھی اطمینان ہے کہ اگر رجوع الی الحق کی شرط مذکور ہو تو یہ ایک خفی اشارہ ہوتا ہے اس بات کیطرف کہ جسکے متعلق وعید کی پیشگوئی ہوئی ہے وہ اس سے فائدہ اُٹھا دیگا کیونکہ جب یہ شرط ایک دفعہ قاعدہ کلیہ کے طور پر کلام مجید میں بیان ہو چکی ہے تو اس کا پیشگوئی کے اندر اظہار کرنا (اگر اس سے صرف اظہار مراد ہو) ایک تحصیل حاصل ہے اور ایک زائد کام ہے جسکی ضرورت نہ تھی مگر خدا کی طرف ایسا فعل منسوب نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک ایسا کام کرے جسکی ضرورت نہ ہو لہٰذا یہ ماننا پڑیگا کہ شرط کے بیان کرنے سے مطلق اظہار تو یقیناً مراد نہیں کیونکہ یہ تحصیل حاصل ہے اور جب اظہار مراد نہ ہُوا تو میری عقل تو یہی کہتی ہے کہ پھر یہ لامحالہ اشارہ ہو گا اس بات کی طرف کہ اس شرط سے فائدہ اُٹھایا جاویگا واللہ اعلم۔ جو لوگ وعید کی پیشگوئی کے ٹل جانے پر اعتراض کرتے ہیں مجھے انکی حالت پر غصہ بھی آتا ہے اور رحم بھی۔ یہ بیچارے خدا کو بھی اپنے اوپر قیاس کر لیتے ہیں کہ جس طرح ہم مجرم کو پکڑتے ہیں اور انتقام لیئے بغیر

نہیں چھوڑتے بلکہ اگر داؤ لگ جاوے تو جائز انتقام سے بھی زیادہ کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح خدا کا حال ہوگا کہ بس کسی نے ذرا جرم کیا تو جھٹ اسکو عذاب میں مبتلا کر دیا خواہ وہ بیچارہ بعد میں توبہ و استغفار ہی کر رہا ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ کی ذات تو رحمت ہی رحمت ہے اگر وہ عذاب بھی دیتا ہے تو یہ بھی در اصل رحمت ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کا عذاب بھی ہمارے بھلے کے لیئے ہی ہوتا ہے۔ افسوس ما قدروا اللہ حق قدرہ ورنہ وہ رحیم کریم ذات تو اسقدر درگذر اور عفو سے کام لیتی ہے کہ بس کوئی حد ہی نہیں اور جب آخر اصلاح کی غرض سے خدا پکڑتا ہے تو پھر بھی ایسا نہیں کہ بس پھر چھوڑے ہی نہیں بلکہ ذرا اسے رجوع پر پھر اصلاح کا موقع دیتا ہے۔ نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ جو خدا کی طرف ایک قدم آوے خدا اسکی طرف دو قدم آتا ہے اور جو اسکی طرف چلکر آوے اسکی طرف وہ بھاگ کر آتا ہے مگر جو نقشہ خدا کا مولویصاحبان پیش کرتے ہیں اسمیں تو یہی نظر آتا ہے کہ بندہ خدا کی طرف ایک قدم اٹھاوے تو خدا اس سے دوسری طرف دو قدم اٹھاتا ہے اور اگر بندہ چلکر جاوے تو وہ دوسری طرف بھاگ کر دور ہو جاتا ہے کیونکہ اگر باوجود رجوع کے خواہ وہ رجوع حقیقت ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ بندہ کو عذاب میں مبتلا کر دے تو اسکے یہی معنی ہونگے کہ بندہ نے تو خدا کی طرف قدم بڑھایا مگر خدا اس سے اور بھی دور ہٹ گیا۔ بھلا سوچو تو سہی کہ جو خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اسکی نسبت یہی کہا جائیگا کہ اس نے خدا کی طرف قدم اٹھایا تو گویا اس صورت میں بموجب حدیث نبوی خدا کو بھی اسکی طرف دو قدم آنا چاہیئے اب ذرا سوچو کہ جسکی طرف خدا رحمت کے دو قدم آویگا کیا اسکو ناراضگی کے ماتحت عذاب میں مبتلا کریگا یا درگذر اور عفو سے کام لیگا مگر ہمارے مخالف مولوی ہیں کہ ماننے میں ہی نہیں آتے اتنا نہیں سوچتے کہ رجوع سے عذاب نہ ٹلے تو پھر اسلام کے خدا اور آریوں اور عیسائیونکے خدا میں فرق ہی کون سا رہیگا وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ بس جس سے ایکدفعہ گناہ ہو جاوے اسکو خدا

ضرور پکڑے گا خواہ وہ بیچارہ ہزار توبہ و استغفار کرے افسوس ما قدروا
اللہ حق قدرہ ✣

اب میں انبیاء علیہم السلام کے حالات سے دو ایک مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عذاب رجوع الی الحق سے ٹل جایا کرتے ہیں مثلاً حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیئے وعید کی پیشگوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ چالیس دن کے اندر اسپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آویگا لیکن چونکہ انکی قوم نے جناب باری تعالیٰ کے حضور تضرع اور خشوع کے ساتھ رجوع کیا اسلیئے وعید باوجود بلا شرط ہونے کے ٹل گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسکے متعلق لکھا ہے فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیٰوۃ الدنیا ومتعنٰھم الی حین (سورۃ یونس)

پھر دیکھیئے کہ جب فرعونیوں پر حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ پر عذاب نمودار ہوا تو انکے صرف قولی اور وہ بھی عارضی طور پہ اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع کرنے پر وہ عذاب ان سے ٹل گیا جیسا کہ فرمایا فلما کشفنا عنھم الرجز الی اجل ھم بالغوہ اذا ھم ینکثون (سورۃ اعراف) یعنی جب ہم نے ان سے ایک وقت تک عذاب ٹال دیا تو پھر وہ پہلی سی شرارتیں کرنے لگ گیئے جس کے نتیجہ میں وہ آخر غرق کیئے گئے اسی طرح قرآن شریف میں لکھا ہے کہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم (سورۃ مومن رکوع ۱۴) کفار کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اگر یہ رسول سچا ہوا تو پھر ضرور تم کو اسکے وعیدوں میں سے بعض پہنچینگے" دیکھیئے اس جگہ کس صراحت کے ساتھ وعیدوں میں سے صرف بعض کے پہنچنے کو ضروری قرار

✣ اس پیشگوئی اور واقعہ کا بائیبل میں بھی مفصل ذکر موجود ہے ملاحظہ ہو یونہ نبی کی کتاب باب ۳ و ۴ منہ

دیا گیا ہے نہ کہ کل کا۔ افسوس قرآن شریف تو وعید کی بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو صداقت کی دلیل بیان کرتا ہے مگر ہمارے مخالفین ہم سے سب کے پورا ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ وعید کی پیشگوئی حالات کی تبدیلی سے ٹل جایا کرتی ہے قطعی نہیں ہوتی ؛

پھر تشابہ کی صورت شاذ کے طور پر ایسے رنگ میں بھی واقع ہوجاتی ہے کہ بعض اوقات وعدہ بھی حالات کی تبدیلی سے ٹل جاتا یا معرض التوا میں پڑجاتا ہے مثلاً حضرت موسیٰؑ کی قوم کے ساتھ وعدہ تھا کہ ان کو شام کا ملک دیا جاویگا لیکن جب بنی اسرائیل نے تمرد سے کام لیا اور حضرت موسیٰؑ کی نافرمانی کی تو وہ وعدہ کسی دوسرے وقت پر جا پڑا چنانچہ فرماتا ہے :-

فانّہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض فلا تأس علی القوم الفاسقین (مائدہ) یعنی اے موسیٰؑ وہ ملک انپر چالیس برس کے لیئے حرام کیا جاتا ہے پس اب یہ اس زمین میں بھٹک بھٹک کر تباہ ہوجائینگے پس تو فاسق قوم پر غم نہ کھا ؛

غرض یہ چند باتیں ہیں جن کی وجہ سے بعض پیشگوئیوں میں تشابہ واقع ہوجاتا ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تشابہ بعض اوقات منشائے الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ گو اکثر پیشگویاں کمال صفائی کے ساتھ پوری ہوتی ہیں مگر بعض میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اخفا کا پردہ رکھا جاتا ہے تا ایمان بالغیب کا ثواب قائم رہے اور کھوٹے کھرے کا امتحان ہو۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی مامور اور رسول آئے ہیں ان سب کے ساتھ ایسے امتحانوں اور ابتلاؤں کا سلسلہ چلا آیا ہے جیسا کہ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کصیب من السماء فیہ ظلمات ورعد وبرق (بقرۃ ۲) یعنی آپکا وجود

؛ اسکے لیئے بائیبل بھی ملاحظہ ہو خروج باب ۳۲ گنتی باب ۱۴) منہ

دنیا کے لئے ایک بارش کی طرح ہے (جو خدا کی رحمت تو ہے مگر) جسکے ساتھ اندھیرے
بھی ہیں اور کڑک بھی ہے اور بجلی بھی ہے اور یہ سب کچھ اس لیئے کہ تا لوگوں کا امتحان
ہو اور سعید اور شقی میں تمیز ہو جاوے - اگر ہر ایک بات اپنی ظاہری شکل میں بھی
ایک اور ایک دو کی طرح یقینی اور صاف ہو تو پھر تو شہادت کا رنگ پیدا ہو جاوے
اور یہ سنت اللہ کے خلاف ہے - خلاصہ کلام یہ کہ قرآن شریف کا یہ قطعی فیصلہ ہے
کہ کثرت کے ساتھ امور غیبیہ پر سوا رسولوں کے اور کسی کو اطلاع نہیں دیجاتی -
پس جسکو کثرت کے ساتھ امور غیبیہ پر اطلاع ملگئی وہ بموجب فیصلہ الٰہی بہرحال
صادق اور خدا کا بھیجا ہوا ہے - باقی رہا یہ کہ اگر ایسے شخص کی بعض پیشگوئیاں بظاہر ایسی
نظر آویں کہ گویا پوری نہیں ہوئیں تو پھر کیا سمجھا جاوے - سو اس کے لیئے بھی
قرآن شریف ہی کا فتویٰ موجود ہے کہ اُخر متشابہات یعنی اللہ کی آیات
میں بعض متشابہات بھی ضرور ہوا کرتی ہیں - اب رہا یہ سوال کہ تشابہ کیوں اور
کس طرح واقع ہو جاتا ہے سو اس کا جواب بھی ہم نے قرآن شریف سے ہی دیا ہے
اور پھر گذشتہ انبیاء کے حالات سے مثالیں پیش کی ہیں کہ اس طرح تشابہ واقع
ہو جایا کرتا ہے اور ہوتا رہا ہے اب اس ساری تحریر کے بعد ہم بفضلہ تعالیٰ
دعوے کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو ہمت ہے تو جو تشابہ کی صورتیں قرآن
وحدیث اور انبیاء علیہم السلام کے حالات سے ثابت ہیں ان سے باہر حضرت
مرزا صاحب کی کسی پیشگوئی میں تشابہ دکھاوے اور اگر نہ دکھا سکے تو میں پوچھتا
ہوں کہ کیا یہ جائے شرم نہیں کہ جو باتیں پہلے نبیوں میں بلکہ خود محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں اور جن کو قرآن شریف جائز بلکہ بعض صورتوں
میں ایمانی ترقی کے لیئے ضروری قرار دیتا ہے انہی کی وجہ سے تم حضرت
مرزا صاحب کو محل اعتراض گردانو ؟ اور اگر تم نے کوئی ایسی پیشگوئی پیش
کی جو تمہارے خیال میں سنت اللہ سے باہر ہے اور ہمارے خیال میں وہ
سنت اللہ کے ماتحت ہوئی اور ہر دو فریق اپنی اپنی رائے پر مصر رہے تو

یہ نہ سمجھو کہ اس صورت میں کوئی فیصلہ کی راہ نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف نے ایسے موقع کے لئے بھی راہ نکال رکھی ہے اور وہ یہ کہ ثم نبتھل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔ مگر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ پر ایک اعتراض بھی ایسا نہیں پڑتا جو گذشتہ انبیاء پر نہ پڑتا ہو اور ہم بفضلہ تعالیٰ اس کا ثبوت دینے کو تیار ہیں۔ مولوی یوں تو بہت شور مچاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور وہ پوری نہیں ہوئی مگر حرام ہے کہ ان پیشگوئیوں کا نام بھی لے جائیں کہ جو ایک کثیر تعداد میں ہیں اور بکمال صفائی کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔ جائے غور ہے کہ جو پیشگوئیاں پوری ہوئیں وہ بھی تو آخر حضرت مرزا صاحبؑ ہی کی طرف سے کی ہوئی ہیں۔ پس اگر نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحبؑ صادق نہ تھے تو یہ کس طرح ہو گیا کہ ایک کاذب انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت کے ساتھ مصفا غیب پر اطلاع دی گئی۔ کیا خدا اپنے اس فیصلہ کو بھول گیا کہ کثرت کے ساتھ امور غیبیہ پر صرف رسولوں کو اطلاع دیجاتی ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ جب لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی اتنی پیشگوئیاں پوری ہونے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو ایک دو جو انکی نظر میں بظاہر پوری نہیں ہوئیں انکے پورا ہو جانے پر کس فائدہ کی امید ہو سکتی ہے۔ سلیم الفطرت انسان کے لیئے تو اسقدر نشانات موجود ہیں کہ ایک دریا بہ رہا ہے مگر جس نے انکار کی ٹھان لی ہو اسکو ہم کس طرح منوائیں۔ جس نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ محکمات کی طرف نظر ہی نہیں کرنی اور متشابہات کے پیچھے پڑا رہنا ہے اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں اور نہ ہی ہم اسکی طرف توجہ کرتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کی نسبت ہم کو نبی کریمؐ کا صریح حکم ہے فاحذروھم یعنی ان سے پرہیز کرو۔ ہمارے مخاطب تو وہ ہیں کہ جن کو حق کی تلاش ہے اور جو ہر ایک سچائی کے قبول کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ گذشتہ رسولوں کو بھی مانا تو انہی لوگوں نے اور اب بھی حضرت مرزا صاحبؑ کو مانینگے تو یہی لوگ۔ اور ہم کو بھی انہی

لوگوں کی ضرورت ہے۔

یہاں میرے مضمون کا مقدمہ ختم ہوتا ہے۔ اس سے آگے اصل مضمون شروع ہوگا جس میں مَیں انشاءاللہ ان اعتراضات کو لونگا جو حضرت مرزا صاحبؑ کی پیشگوئیوں پر کیئے گئے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو ہر ایک پیشگوئی کو الگ الگ لیکر ان سب اعتراضات کا جواب دیا جاوے گا جو مخالفین سلسلہ کی طرف سے کیئے گئے ہیں اور کیئے جاتے ہیں۔ اس مقدمہ میں مینے کسی خاص پیشگوئی کو نہیں لیا اور نہ یہ اس کا موقع تھا۔ اس میں مینے صرف اصولی طور پر پیشگوئیوں کے مضمون پر ایک سرسری نظر ڈالی ہے اگر خدا نے چاہا تو اگلے حصہ میں ان اصول کو عملی طور پر چسپاں کرکے دکھاؤں گا جس سے انشاءاللہ واضح ہو جائیگا کہ واقعی حضرت مرزا صاحبؑ پر ایک بھی اعتراض ایسا نہیں پڑتا کہ جو دوسرے رسولوں پر نہ پڑتا ہو۔ خدا گواہ ہے کہ میرا ذرہ ذرہ اس ایمان کے ساتھ معمور ہے کہ سنت اللہ کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا اور میرا قلب اس ایمان پر مطمئن ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کی کسی پیشگوئی پر ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو کیا ہوا۔ کوئی اللہ کا رسول ایسا نہیں آیا کہ جس پر ہنسی نہ اُڑائی گئی ہو ملاحظہ ہو مایاتیھم من رسول الاّ کانوا بہ یستھزؤن۔ مگر ہم مایوس نہیں اور ہوں بھی کیوں۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ساری دنیا حضرت مرزا صاحبؑ کے مقابلہ پر کھڑی ہوگئی اور مخالفت کا ایک طوفان بے تمیزی برپا کردیا مگر باوجود اس کے اِس جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ کی فولادی میخیں دنیا کے ہر گوشہ میں دھنستی ہی چلی جارہی ہیں۔ ذٰلک فضل اللہ واللہ ذوالفضل العظیم ٥ واٰخر دعوٰنا ان الحمد لِلّٰہ ربّ العٰلمین ٥ (باقی آیندہ انشاءاللہ تعالیٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زندگی اور اس کا مقصد

زندگی کیا چیز ہے؟ اس سوال کو حل کرنے کے لیئے مادی دنیا کے فلاسفروں نے بڑی بڑی کوششیں کیں مگر آخر ناکام رہے مسئلہ زندگی کو ایک عقدۂ لاینحل کی طرح چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ علم طب و جراحی نے بہت کچھ ترقی کی۔ کئی لا علاج بیماریوں کے علاج کا پتہ لگایا۔ سائینس نے بہت ترقی کی۔ سائینس کے ذریعہ سے ہزاروں چیزوں کے باریک در باریک خواص دریافت ہوئے۔ جن سے ہزاروں کام نکل آئے۔ ہزاروں سہولتیں پیدا ہو گئیں۔ ہمارے اجداد جن باتوں کو ناممکن خیال کیا کرتے تھے اور جن کو معجزہ یا کرامت تصور کیا کرتے تھے آج وہ ہمارے سامنے روزمرہ کے کھیل ہو رہے ہیں۔ آدمی ہوا میں اڑنے اور سمندر کے نیچے چلنے لگ گئے۔ مگر مسئلہ زندگی میں ہنوز روز اوّل کا معاملہ ہے۔ پروفیسر ہیکلے کہتے ہیں "کاربن ہائڈروجن نائٹروجن اور اکسیجن جو غیر حیاتی مادّے ہیں جب ایک معینہ مقدار میں ملائے جاتے ہیں تو اُن سے زندگی کا ابتدائی قالب پیدا ہوتا ہے جس سے ایک حیاتی کیفیّت پیدا ہوتی ہے"۔ پروفیسر نورالدین سٹیفن اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں "لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سے کہاں تک ہم آگے چل سکتے ہیں آخر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم دُور تک نہیں چل سکتے بہر حال اب یہ دیکھنا ہے کہ ان کے مرکّب سے جو کیفیّت پیدا ہوتی ہے اُس کی حقیقت کیلیے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی حالت میں وہ بڑھ جاتی ہے اور کسی حالت کے ماتحت وہ گھٹ جاتی ہے یہ پانی کے باریک کیڑوں یا دوسری ادنیٰ شکل کی چیزوں کی طرح ہوتی ہے اور بعض اوقات بڑے بڑے جانوروں یا پودوں کے اندر جو حیاتی مادہ ہوتا ہے اُسکے ہمشکل ہوتی ہے لیکن اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تمام کے تمام حتّٰی کہ سب سے ادنیٰ کیڑے بھی پروٹوپلازم اور ایک دوسری شئے کا مجموعہ ہے مگر یہ دوسری

شئے کیا چیز ہے اب تک نہ کسی سائینس دان کو اس کا پتہ لگا نہ وہ اُسے پیدا کر سکتے ہیں نہ اس کی تعریف کر سکتے ہیں یہی دوسری چیز زندگی یا حیات ہے خواہ اس کا علمی اصطلاح میں کوئی نام رکھو۔ آؤ ہم بتلاتے ہیں وہ دوسری کیا چیز ہے وحی الٰہی نے آج سے تیرہ سو سال پہلے عرب کے ریگستان میں رہنے والے ایک اُمی انسان فداہُ ابی اُمی کے مُنہ سے اس مسئلہ کو حل کر دیا ہے قل الروح من امر ربّی۔ کہدو کہ روح کی حقیقت ایک حکم خداوندی ہے جس سے ان مرکّب اجسام کے اندر ایک طاقت پیدا ہوگئی جو انکے اندر کام کر رہی ہے۔ دیکھو مثال کیطور پر زید عمر بکر خالد چند سپاہی ہیں جو اپنی گارد کے کسی کمرے میں بیٹھ کر آپس میں کھیل رہے ہیں یا بے طاقت مردہ کی طرح سو رہے ہیں افسر کا حکم ہوتا ہے جنگ کے لیئے تیار ہو جاؤ وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہیں وردی پہننے لگتے ہیں۔ ہتیار کسنے لگتے ہیں جنگ میں جاتے ہیں اور اپنی جان دیتے ہیں یہ ایک مجازی حاکم کا حکم تھا جس سے انکے اندر ایک سپرٹ اور طاقت پیدا ہوگئی جس نے انکو بزم گاہ سے رزمگاہ میں لا کھڑا کیا یہی حقیقت ہے اُس دوسری شئے کی جو پروٹوپلزم کے ساتھ ملکر حیوان بنتی ہے۔ وہ ایک زبردست قوّت اور سپرٹ ہے جو احکم الحاکمین کے حکم سے مرکّب اجسام کے اندر پیدا ہو کر کام کرنے لگ جاتی ہے۔ جسکو خالق کون و مکان نے اس طرح سے سمجھایا قل الروح من امر ربّی ؀

اب ہم اپنے مضمون کا دوسرے پہلو پر غور کرتے ہیں کہ زندگی کا مقصد کیا ہے یہ بھی ایک اہم سوال ہے جسکو ہم آگے چلکر بیان کرینگے وباللہ التوفیق صحیفہ نیچر کے مطالعہ کرنے سے ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان میں جسقدر موجودات پائے جاتے ہیں سب کے سب انسان کے فائدہ کے لیئے بنائے گئے ہیں خلق لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ہمارا قیام بقائے زمین پر موقوف ہے ہماری بقاء زمین سے اُگنے والی چیزوں پر موقوف ہے

زمین کا نشیب و فراز سمندر و پہاڑ ہمارے لیئے ہے ہوا نہ ہو تو چند منٹوں سے زائد ہم زندہ نہیں رہ سکتے اگر ہمارے لیئے فضائے آسمان میں چاند و سورج و دیگر اجرام فلکی اپنے محوروں میں گردش کھا رہے ہیں وکل فی فلک یسبحون۔ تو ہمارے ہی لیئے یہ کرۂ زمین چاروں طرف گھومنے پر مجبور کیا گیا ہمارے ہی خاطر یہ رات دن اور ہمارے ہی لیئے ہے یہ سردی اور گرمی۔ یہ عظیم الشان کارخانہ زمین و آسمان چاند و سورج۔ سمندر و پہاڑ جسکی مشین کے ایک ایک پرزے ہماری ایک ایک لقمہ کی طیاری کے لیئے جاری ہے ہم زمین پر چلنے والے جانوروں سے خدمت لیتے ہیں انپر سوار ہوتے ہیں انپر بوجھ لادتے ہیں ان سے ہل چلاتے ہیں انکے بیچارے بچوں کو پاؤں سے الگ کرکے دودھ دُوہ لیتے ہیں پھر انکو اپنا جائز حق خیال کرتے ہیں ان باتوں کی طرف غور کرنے سے ایک سوچنے والا دماغ یہ سوال کیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے لیئے اتنا اہتمام کیوں؟ ہم کیوں بنائے گئے؟ کونسی وہ بات ہے جسکی وجہ سے ہم مخدوم اور ہزاروں خادم۔ کونسا وہ راز ہے جسکے سبب سے ہم مالک اور ہزاروں مخلوق خدا ہماری مملوک کیا۔ اُس علیم و حکیم خدا نے اس مہتم بالشان مخلوق کو عبث پیدا کیا۔ کیا ہمارے لیئے یہ اہتمام عبث ہے کیا ہماری زندگی کا مقصد صرف اتنا ہی ہے جتنا ایک جانور کا کھائے پیئے زندگی بسر کرے اور مر کر مٹی ہو جاوے؟ ہرگز نہیں۔ ہر وہ زبان جو کسی عقل سلیم کی اجازت سے حرکت کرتی ہو یہی جواب دیگی کہ ہرگز نہیں بلکہ کسی اہم غرض کے لیئے بنائے گئے ہیں خدائے علیم و حکیم کا فعل بے فائدہ نہیں ہو سکتا کھانا پینا سونا پیشاب پاخانہ کرنا جماع کرنا وغیرہ جسمانی حالات میں ہم میں اور دیگر حیوانات میں کوئی فرق نہیں ہم بھی ایک مدت تک زندہ رہنے کے بعد مر جاتے ہیں اور ہمارا جسم مٹی میں ملجاتا ہے ایک گھوڑے کی بھی یہی حالت ہوتی ہے جس سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی طور پر انسان کو کوئی فوقیت حاصل نہیں بلکہ جسمانی طور پر تو انسان کئی جانوروں سے بھی کمزور ہے نہ وہ دیر تک بیٹھ سکتا ہے نہ دُور تک چل سکتا ہے

نہ زیادہ کھا سکتا ہے نہ بے کھائے رہ سکتا ہے ہاں انسانی روحانی حالت پر غور کرنے سے
کہ بخلاف اور حیوانات کے روح انسانی میں یہ خاصیّت رکھی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ترقی
کرے ہم بخوبی اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں کہ ہماری زندگی کا اصل مقصد دائمی ترقی ہے
جس کو ہم دوسرے الفاظ میں نجات کہتے ہیں دیکھو کسی گذشتہ زمانہ میں ہم مٹی تھے پھر وہ
زمانہ آیا کہ ربّ العالمین کی ربوبیّت عامہ کے ماتحت نباتات کی صورت میں نمودار
ہوئے کلام ربّانی اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے خلقکم من تراب پھر اسی طرح سے
ترقی کرتے ہوئے بصورت نطفہ انسانی جسم کا جزو بنے پھر اس حالت سے بھی ترقی کر گئے
اور بصورت علقہ اور مضغہ کے شکم مادر میں ترقی پانے لگے اُسوقت تک بمقابلہ انسانی
حیات کے مردہ کہلانے کے ہی مستحق تھے پھر ہم میں انسانی روح پیدا کر دی گئی۔
ثمّ انشأناہ خلقاً آخر اور ہم زندہ انسان ہو گئے خالق کائنات نے اپنے کلام
میں اسی مضمون کی طرف اشارہ فرمایا کنتم امواتاً فاحیاکم اِن پچھلے تغیرات
کی طرف غور کرنے سے ہمکو پتہ چلتا ہے کہ ہماری زندگی اس دنیوی زندگی تک ہی ختم
نہیں بلکہ جیسا کہ گذشتہ تغیرات میں ایک حالت کے فناء ہونیکے بعد دوسری حالت
آتی رہی اس طرح سے ہماری اس دنیوی زندگی کے فناء ہونیکے بعد ہمیں ایک اور
زندگی ملنے والی ہے جہاں ہم نے ایک بہت ترقی کرنی ہے ارشاد خداوندی اسکی
طرف اشارہ کرتا ہے ثمّ یمیتکم ثمّ یحییکم لیکن اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیّت
عامہ کے ماتحت ہمیں ترقی کے اس زینہ تک پہنچا دیا ہے کہ ہم میں قوّت عملی و ارادی
پیدا ہو گئی ہے ہم اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے لگ گئے اللہ تعالیٰ نے ہماری آئندہ
ترقی کو ایک حد تک ہمارے ارادہ اور کوشش پر چھوڑا ہے تا ہماری اس کوشش
اور نیک ارادہ کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی صفت رحیمیت کے ماتحت اور ترقی
دے اور رحمانیّت خاصہ کے ماتحت ہماری اس ترقی کو زمانہ غیر محدود تک جاری رکھے
اسی غیر محدود ترقی کو حاصل کرنا انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے اور اسی کو نجات
کہتے ہیں ÷ (ظلّ الرحمٰن)

قرآن مجید کا اسلوب بیان

نمبر (۴)

(گذشتہ سے آگے)

ترتیب آیات

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی آیات کے اہم الفاظ کسی خاص ترکیب کے ساتھ رکھے گئے ہیں۔ یہ ترکیب گو اس کا بعض صورتوں میں معلوم کرنا نہایت غور اور خوض کو چاہتا ہو کتاب کی علمی خوبی کو دوبالا کر دیتی ہے اور بسا اوقات ہم کو ایسے معانی نکالنے میں مدد دیتی ہے جو بصورت دیگر نظر آنے محال ہوتے ہیں اوّل تو خود الفاظ کے اندر ہی معانی اور خوبصورتی رکھے گئے ہیں مگر ان کی احسن ترکیب اس رنگ کو اور زیادہ جلا دیتی ہے جیسا کہ ہم الرحمٰن اور الرحیم میں دیکھ چکے ہیں۔ یہی حال آیات میں ہے۔ الگ الگ طور پر بھی وہ خوبصورت اور معنی خیز جمل ہیں لیکن جب غور و خوض کے بعد ان کی آپس کی ترکیب انسان پر روشن ہوتی ہے تو پھر اور ہی رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک موتی اپنی ذات کے اندر ایک خوبصورت چیز ہے لیکن جب وہ ایک ہار کے اندر پرویا ہوا نمودار ہوتا ہے تو پھر تو غضب ہی ڈھاتا ہے۔ آیات کے وہ معانی جو ترکیب معلوم ہونے کے بعد کھلتے ہیں وہ ان کے معانی کے خلاف نہیں ہوتے جو انفرادی صورت میں آیات اپنے اندر رکھتی ہیں بلکہ انکی تائید کرنیوالے اور موضح ہوتے ہیں ؂

اب میں قرآن شریف کی مختلف سورتوں سے چند مثالیں دیتا ہوں جن سے میرے اس سارے دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔ سورۃ النحل میں خداتعالیٰ فرماتا ہے:- هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ
كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ
اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ
مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝
وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا
مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا
مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ
أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَعَلَامَاتٍ ۚ
وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا
تَذَكَّرُونَ ۝ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ
لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

ترجمہ۔ "اللہ ہی نے بادلوں سے پانی اتارا ہے جس سے تمھارے لیئے پینے کا سامان ہے اور جس سے پودے پیدا ہوتے ہیں جن میں تم چراتے ہو اسکے ذریعہ وہ تمھارے اناج اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور سب قسم کے پھل۔ تحقیق اس میں نشان ہے ان لوگوں کے لیئے جو غور خوض کرتے ہیں۔ اور اس نے تمھارے کام میں لگا دیئے ہیں رات اور دن۔ اور سورج اور چاند اور اسی طرح کام میں لگے ہیں ستارے اسکے حکم سے۔ تحقیق اس میں آیات ہیں ان لوگوں کے لیئے جو سمجھتے اور عقل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ اس نے پیدا کیا تمھارے لیئے زمین میں رنگا رنگ کی چیزیں تحقیق اسمیں بھی نشان ہیں ان لوگوں کے لیئے جو ذکر کرتے اور یاد رکھتے ہیں۔ اور اس نے مسخر کیا ہے سمندر کو تاکہ تم اس سے تازہ گوشت (مچھلیوں کا) کھاؤ اور اس سے نکالو زیورات جنہیں تم پہنو۔ اور تو دیکھتا ہے جہاز کو اس میں لہروں کو کاٹتا ہوا) اور تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم

شکر گذار بنو۔ اور اس نے زمین پر مضبوط پہاڑ رکھے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ تمھارے ساتھ حرکت کرے اور اس نے زمین پر دریا اور راستے بنائے ہیں تمھارے راہ پانے کے لیئے اور نشانات اور ستاروں کے ذریعہ بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ پس کیا جس نے پیدا کیا وہ اس کی طرح ہے جس نے نہیں پیدا کیا۔ کیا تم سوچتے نہیں۔ اور اگر تم اللہ کے انعام گننے لگو تو گن نہ سکو تحقیق اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے "۔

اگر ہم اپنے دماغ کے افعال پر غور کریں اور ان کو الگ الگ کرکے دیکھیں تو ایک موٹی عقل کا انسان بھی یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ کسی سوال کے در پیش ہونے پر پہلا کام جو ہم کرتے ہیں تو وہ یہ ہوتا ہے کہ ہم اسپر غور کرتے ہیں۔ غور کرنے کے بعد سمجھنے کا درجہ آتا ہے۔ لیکن اگر ہم کسی خیال کو اپنا بنانا چاہیں تو ہم کو چاہیئے کہ اسے ایک وقت تک اپنے دماغ میں چکر دیتے رہیں۔ یہ چکر دینا آہستہ آہستہ اسکے اثر کو گہرا کرتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ خیال ہمارا ایک حصہ ہو جاتا ہے۔ اس درجہ پر پہنچکر خیالات ہمارے اعمال پر اثر ڈالنے لگ جاتے ہیں۔ یہی طریقہ قرآن شریف نے اختیار کیا ہے۔

اگر ہم ان سات آیات کا جو اوپر لکھی گئی ہیں مطالعہ کریں تو یہ صاف نظر آتا ہے کہ ہمارے شکر گذاری کے جذبہ کو ابھارا گیا ہے اور نیز ہماری سمجھ اور عقل کو بھی۔ ہم کو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے محبت کرنی چاہیئے اور اسی کی حمد کرنی چاہیئے اور اسی کا شکر گذار بننا چاہیئے اور اسی کی عبادت میں لگا رہنا چاہیئے یہی صراط مستقیم ہے اور کسی کو اللہ کا شریک نہ سمجھنا چاہیئے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جو اسے مخلوق کے ساتھ ہے اور اس نگہداشت کو جو وہ ہماری رکھتا ہے سمجھنے کے لیئے ہمیں غور اور تدبّر کرنے کے لیئے کہا گیا ہے۔ اس غور و خوض کے نتیجہ میں سمجھ پیدا ہوتی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو پوری طرح سمجھ لیا ہے اور اپنے اور اسکے درمیان جو تعلق ہے اسپر غور کر لیا ہے۔ غور کرنے اور سمجھ لینے کے بعد ہم کو

یاد رکھنے کے لئے کہا جاتا ہے تاکہ جو سمجھ ہم کو پیدا ہوئی ہے وہ یاد رکھنے سے ہمارے ذہنوں میں تازہ رہے۔ یہ یاد رکھنے کا عمل ہمارے سینوں کے اندر شکر گذاری کے جذبات پیدا کریگا۔ اور جب ہم اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر گذار ہونگے اور شکر گذاری کے اعمال بجا لائینگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو روحانی معاملات میں ہدایت ملیگی جس طرح کہ ہم دنیاوی سفروں میں سورج چاند ستاروں پہاڑ دریاؤں اور راستوں سے ہدایت پاتے ہیں۔ یہ سب کچھ کہہ چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ پھر ہمیں سوچنے اور غور کرنے کیلئے فرماتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مدارج بتا کر پھر کہتا ہے کیا انکے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص غور کرے تو ہدایت سے محروم رہ سکتا ہے ہرگز نہیں گویا اس آخری آیت میں منکرین پر حجت تمام کرتا ہے۔

ڈاکٹر ہرشفیلڈ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سورۃ النحل زبور سرقہ ہے اور یہ خیالات وہاں سے لیئے گئے ہیں۔ اسکے لیئے میں ذیل میں قرآنی آیات کے مقابلہ میں بائیبل کی آیات رکھکر دکھاتا ہوں تا پتہ لگے کہ کیا واقعی قرآن نے سرقہ کیا ہے۔

قرآن شریف سورۃ النحل	زبور ۱۰۴
"اللہ ہی نے بادلوں سے پانی اُتارا ہے جس سے تمھارے لیئے پینے کا سامان ہے اور جس سے پودے پیدا ہوتے ہیں جن میں تم چراتے ہو اسکے ذریعہ وہ تمھارے لیئے اناج اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل تحقیق اسمیں نشان ہے ان لوگوں کیلئے جو غور خوض کرتے ہیں۔ اور اس نے تمھارے کام میں لگا دیئے ہیں رات اور دن۔ اسی طرح کام میں لگے ہوئے ہیں سورج اور چاند اور ستارے اسکے حکم سے تحقیق اسمیں آیات ہیں ان لوگوں کے لیئے جو سمجھتے اور عقل کرتے ہیں اور جو کچھ اس نے پیدا کیا تمھارے لیئے زمین میں رنگا رنگ	۱۴۔ جو پائیوں کیلئے گھاس اور انسان کی خدمت کے لیئے سبزی وہی اُگاتا ہے تاکہ وہ زمین سے خوراک پیدا کرے۔ ۱۵۔ اور مے جو انسان کے دل کو خوش کرتی ہے اور روغن سے

کی چیزیں تحقیق اسمیں نشان ہیں ان لوگوں کے لیئے جو ذکر کرتے اور یاد رکھتے ہیں۔ اور اس نے مسخر کیا ہے سمندر کو تاکہ تم اس سے تازہ گوشت (مچھلیوں کا) کھاؤ اور اس سے نکالو زیورات جنہیں تم پہنو اور تو دیکھتا ہے جہاز کو اسمیں لہروں کو کاٹتا ہوا) اور تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور تا تم شکر گذار بنو اور اس نے زمین پر مضبوط پہاڑ رکھے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ یہ تمھارے ساتھ حرکت کرے اور اس نے زمین پر دریا اور راستے بنائے ہیں تمھاری راہ پانے کے لیئے اور نشانات اور ستاروں کے ذریعہ بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ پس کیا جس نے پیدا کیا وہ اس کی طرح ہے جس نے نہیں پیدا کیا۔ کیا تم سوچتے نہیں اور اگر تم اللہ کے انعام گننے لگو تو گن نہ سکو تحقیق اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

زیادہ چہرہ کو چمکاتی ہے اور روٹی جو انسان کے دل کو توانائی بخشتی ہے۔
۱۹۔ اس نے چاند کو وقت کی تعداد کے لیئے بنایا اور آفتاب اپنے غروب کی جگہ جان رکھتا ہے۔
۲۰۔ تو اندھیرا کرتا اور رات ہوتی جس میں سارے جنگلی حیوان سیر کرتے ہیں۔

ناظرین اس بات کا اندازہ لگا سکیں گے کہ اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جاوے کہ بائیبل کی آیات قرآنی آیات کی سی بلاغت اور خوبصورتی اپنے اندر رکھتی ہیں۔ لیکن تاہم وہ قرآنی آیات کی طرز دلیل اور اعلیٰ روحانی تعلیم کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتیں ⁂

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ جب دو شخص ایک ہی مضمون پر لکھنا شروع کرینگے تو بالکل ممکن ہے کہ وہ دونوں بعض صورتوں میں ایک ہی الفاظ استعمال کریں اور ان کا ایک ہی طرز بیان ہو خواہ انہوں نے کبھی ایک دوسرے کا نام تک نہ سُنا ہو۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا دنیا میں کوئی چیز بالکل نئی ہے؟ میں سمجھتا ہوں نہیں۔ قرآن شریف بھی اسے مانتا ہے اور کئی جگہ فرماتا ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم اس لحاظ سے نئی نہیں ہے کہ وہ کوئی ایجاد یا اختراع ہے۔ بلکہ وہ تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے گذشتہ تمام انبیاء کی تعلیمات کو غیر مفید باتوں سے جدا

کرکے اپنے اندر لے لیا ہے اور ان کی تعلیمات کو نیا بنا کر یعنی نئی ضروریات کے ساتھ مع دلائل مربوط کرکے پیش کیا ہے اور کہیں کہیں ضروری زیادت بھی کی ہے۔

اب میں پھر سورۃ النحل ہی کو لیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۝ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ط يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ "اللہ کی قسم ہم نے تجھ سے پہلے اُمتوں کی طرف رسول بھیجے لیکن شیطان نے انکے اعمال انکے سامنے بڑی خوبصورت شکل میں پیش کیے پس وہی آج ان کا ساتھی ہے اور ان کے لیئے دردناک عذاب ہے۔ اور ہم نے نہیں اُتاری تیری طرف کتاب مگر اسلیئے کہ تو فیصلہ کرے ان کے لیئے اس کا جسمیں وہ اختلاف کرتے ہیں اور وہ کتاب بطور رحمت اور ہدایت کے ہے ایمان لانے والوں کے لیئے۔ اور اللہ نے اتارا ہے آسمان سے پانی پس اسکے ذریعہ اس نے زمین کو اسکے مرجانے کے بعد زندہ کیا تحقیق اس میں

نشان ہے سُننے والی قوم کے لیئے۔ اور تمھارے لیئے مویشیوں میں بھی عبرت اور تعلیم ہے پلاتے ہیں ہم تم کو ان کے پیٹوں کے گوبر اور خون سے نکالکر دودھ خالص جو پینے والوں کے لیئے خوش ذائقہ ہے۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے جن سے تم شراب بناتے ہو اور عمدہ کھانا تحقیق اس میں نشان ہے عقل کرنیوالی قوم کے لیئے۔ اور وحی کی تیرے ربنے شہد کی مکھی کی طرف کہ بنا پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور بیلوں میں جو لوگ چڑھاتے ہیں۔ پھر کھا ہر ایک پھل سے اور اپنے پروردگار کے خوب چلنے والے رستوں پر چل اسکے بطون میں سے پینے کی چیز نکلتی ہے مختلف رنگ والی اس میں شفا ہے لوگوں کے لیئے تحقیق اس میں نشان ہے فکر کرنیوالی قوم کے لیئے۔"

مینے یہ آیات دو وجوہ سے انتخاب کی ہیں۔ اوّل سرقہ کے الزام کو دُور کرنے کے لیئے اور یہ ظاہر کرنے کے لیئے کہ اس بات میں قرآن کیا خیال ظاہر کرتا ہے۔ اور دوسرے آیات کے مابین ربط بتانے کے لیئے۔ اگر ناظرین ان آیات کا بغور مطالعہ کریں تو وہ دیکھینگے کہ پہلی آیت ہم کو یہ بتاتی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم سے پہلے تمام اُمّتوں کی طرف رسول بھیجے گئے لیکن آپ کی بعثت کے وقت انکی تعلیمات بگڑ چکی تھیں۔ دوسری آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو ایک کتاب دی گئی ہے جسکے ذریعہ آپ ان اختلافات کو دُور فرمادیں پھر علاوہ گذشتہ تعلیمات کو پاک وصاف کرنے کے قرآن شریف خود بھی ماننے والوں کے لیئے ہدایت اور رحمت بنا۔ تیسری چوتھی پانچویں اور چھیٹی آیات بھی اس خیال کو ایک نہایت دلکش تمثیل کے ذریعہ بیان فرماتی ہیں۔ الہام الٰہی کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس طرح بارش مردہ زمین کو زندہ کر دیتی ہے اسی طرح الہام الٰہی مردہ روحوں میں زندگی ڈالتا ہے۔ اُس تمثیل کو چوتھی آیت میں بھی قائم رکھا گیا ہے اور ہم کو مویشیوں سے سبق سیکھنے کو کہا گیا ہے۔ وہ اس گھاس کو کھاتے ہیں جو جو بارش اگاتی ہے اور اس سے ہم کو خالص دودھ دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دودھ گھاس میں ہی موجود تھا۔ مویشی نے صرف اتنا کیا کہ دوسری غیر مفید اشیاء سے اُسے جدا کر دیا۔ گو مویشی دودھ پیدا کرنے کے لیئے گھاس کی ضرورت رکھتا ہے

لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ گھاس مویشی کی نسبت زیادہ ... اصلیت رکھنے والا ہے بیشک بمقابلہ گھاس کے دودھ ایک نئی اور مختلف چیز ہے۔ پانچویں آیت میں ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ درخت اپنی تمام خوراک زمین اور ہوا سے لیتے ہیں اور پھل اور پھول پیدا کرتے ہیں۔ کیا کوئی ہمیں بتا سکتا ہے کہ ان میں سے کون زیادہ پرانا اور اصل ہے؟

پھر ہم کو بتایا گیا ہے کہ شہد کی مکھی پھولوں اور پھلوں پر گذارہ کرتی اور شہد پیدا کرتی ہے جس کے اندر شفا ہے لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ درخت اپنے پھول اور پھل پیدا کرنے میں زیادہ اصلیت رکھتا ہے بنسبت مکھی کے شہد پیدا کرنے سے بلکہ جیسا کہ قرآن شریف بتاتا ہے مکھی وحی الٰہی کے ماتحت کام کرتی ہے سو وہ براہ راست خدا سے سیکھتی ہے اور اس واسطے اس میں اصلیت ہے۔ یہی حال نبی کریمؐ کا ہے کیونکہ آپ نے اپنا کام وحی الٰہی کے ماتحت کیا۔ لہٰذا اگر ہم کو قرآنی تعلیمات میں بعض ایسے خیالات ملیں جو پرانے نوشتوں میں پائے جاتے ہیں تو اس سے قرآن کی اصلیت میں فرق نہیں آتا جیسا کہ مکھی کا پھولوں پر گذارہ کرنا شہد کی اصلیت میں فرق نہیں لاتا۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ نبی کریمؐ نے یہودی تعلیم کو دلائل کے ساتھ مزین کر کے اس پر قدم آگے بڑھایا۔

اوپر کی آیات میں ایک اور ترتیب بھی ہے اور وہ یہ کہ قرآن سب سے پہلے پانی کا ذکر کرتا ہے جو تمام زندگی کا سرچشمہ ہے پھر دودھ کا جو زندگی کو اس کی ابتدائی حالت میں قائم رکھتا اور ترقی دیتا ہے۔ پھر پھلوں کا جو اس درجہ کے بعد کی خوراک ہے اور سب سے آخر شہد کا ذکر کرتا ہے جو بڑھاپے کی خوراک ہے کیونکہ اسمیں بیماریوں کا علاج ہے۔

اب مَیں چھے اور آیات سورۃ والضحیٰ سے لیتا ہوں۔ ان میں جو صنعت رکھی گئی ہے وہ علم بدیع کی اصطلاح میں "لف و نشر مرتب" کے نام سے موسوم ہے۔ (یعنی ترتیب کے ساتھ لپیٹنا اور پھر کھولنا) چنانچہ ان چھ آیات میں پچھلی تین آیات پہلی تین آیات کے مضمون کو

بترتیب کھولتی ہیں اس طرح کہ چوتھی آیت پہلی آیت کے مقابل پر ہے اور پانچویں دوسری کے اور چھٹی تیسری کے :-

الف (۱) الم یجدک یتیما فاوی

ب (۱) ووجدک ضالا فھدی

ج (۱) ووجدک عائلا فاغنی

الف (۲) فاما الیتیم فلا تقھر

ب (۲) واما السائل فلا تنھر

ج (۲) واما بنعمت ربک فحدث

ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں پر احسان کرنے کے لیئے کہا گیا ہے اُن احسانات کی یاد میں جو خدا تعالیٰ انپر وقتاً فوقتاً کرتا رہا ہے۔ خدا کے احسانات کے بدلہ میں ان کو مخلوق خدا پر احسانات کرنے کو کہا گیا ہے۔ آیت نمبر (۱) الف میں آپکو کہا گیا ہے کہ آپ ایک یتیم تھے اور خدا نے آپکو اپنی رحمت میں جگہ دی لہذا اسکے مقابل میں آیت نمبر (۲) الف کے اندر آپکو یہ حکم دیا گیا ہے کہ یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ آیت نمبر (۱) ب میں آپ کو یہ کہا گیا ہے کہ جب آپ خود اللہ کی راہ اور خوشنودی کو بڑی جد جہد اور بے تابی کی حالت میں سائل کی حیثیت میں تلاش کر رہے تھے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو ہدایت دی لہذا اسکے مقابل پر آیت نمبر (۲) ب میں آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ نرمی کریں جو سائل کی حیثیت میں آپکے پاس آتے ہیں۔ پھر آیت نمبر (۱) ج میں آپکو کہا گیا ہے کہ آپ حاجتمند تھے اور اللہ نے آپ کو غنی کر دیا لہذا اسکے مقابل میں آیت نمبر (۲) ج کے اندر آپ کو ان انعامات الٰہی کو دوسروں تک پہنچانے کے لیئے حکم دیا گیا ہے ۔

اب میں لفظ ضالّ پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں جو آیت نمبر (۱) ب میں واقع ہوا ہے یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے اول اس شخص کے لیئے جس نے صراط مستقیم کھو دیا ہو دوسرے اسکے لیئے جو کسی تلاش میں ایسا محو ہو کہ اپنے آپ کو بھلا دے۔ اب ہم نے

دیکھنا ہے کہ یہاں کونسے معنی لگتے ہیں۔ آیت نمبر (۲) ب صاف طور پر اسکے معنوں کی تعیین کر رہی ہے جس میں ضال کے مقابل پر یعنی اسکی تشریح میں سائل کا لفظ رکھا گیا ہے جسکے معنی مانگنے والے اور متلاشی کے ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت نمبر (۱) ب میں ضال بمعنی گمراہ نہیں بلکہ بمعنی ایسے سائل کے ہے جو اپنے آپکو کسی چیز کی تلاش میں بھلا دے مگر انگریزی مترجموں نے اس لفظ کے بالکل غلط معنی کیئے ہیں چنانچہ راڈویل صاحب کہتے ہیں :۔

"Found thee erring."

پامر صاحب لکھتے ہیں

"Did find thee erring."

اور سیل صاحب لکھتے ہیں :۔

"Did find thee wanderingin error."

ان تینوں مشہور مترجموں نے اس آیت کے مقابل کی آیت یعنی آیت نمبر (۲) ب کے معنی درست کیئے ہیں لیکن چونکہ وہ اپنی کوتاہ بینی کی وجہ اس لف و نشر اور ترتیب کو دیکھ نہیں سکے جو قرآن شریف نے اس جگہ رکھی ہے اس لیئے آیت نمبر (۱) ب کے صحیح معنی انپر نہیں کھُلے ؛

اب میں ایک اور مثال لکھتا ہوں جہانکہ ڈاکٹر ہرشفیلڈ ترتیب کو سمجھ نہیں سکا سورۃ محمدؐ میں خدا فرماتا ہے :۔

الف (۱) الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم۔

ب (۱) والذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت واٰمنوا بما نزل علیٰ محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاٰتھم واصلح بالھم ہ

الف (۲) ذٰلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل۔

ب (۲) وان الذین اٰمنوا اتبعوا الحق من ربھم کذٰلک یضرب اللہ للناس امثالھم ہ

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان نہیں لاتے اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں انکے اعمال ضائع کر دیئے جائینگے۔ لیکن جو ایمان لاتے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اسپر جو اُتارا گیا محمدؐ پر اور وہ حق ہے انکے رب کی طرف سے ان کی برائیاں ڈھانپ دیجائیں گی اور انکے دلوں کو صاف کر دیا جائیگا۔ یہ اسلیئے کہ کافر لوگ پیروی کرتے ہیں باطل کی۔ اور جو ایمان لاتے ہیں وہ پیروی کرتے ہیں حق کی جو انکے رب کی طرف سے ہوتا ہے۔ اسی طرح بیان کرتا ہے خدا تعالیٰ مثالیں لوگوں کے لیئے"

اسجگہ پہلی آیت یعنی آیت نمبر (۱) الف میں کفار کو ڈرایا گیا ہے کہ انکے اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے اور دوسری آیت نمبر (۱) ب میں مومنوں کو اچھے اجر کا وعدہ دیا گیا ہے۔ تیسری آیت کے دو جزو ہیں الف (۲) اور ب (۲) ان میں سے الف (۲) آیت الف (۱) کے مقابل پر ہے اور ب (۲) آیت ب (۱) کے مقابل پر۔ پہلے جزو میں کافروں کو سزا دینے کی وجہ بتائی گئی ہے اور دوسرے جزو میں مسلمانوں پر انعام کرنیکا سبب بتلایا گیا ہے۔ لف و نشر کی ایک عام مثال ہے۔ ڈاکٹر ہرشفیلڈ یہ ثابت کرنے کی فکر میں کہ محمدؐ کا نام نبی کریم صلعم نے اپنی زندگی کے آخری حصّہ میں اختیار کیا اس سورۃ میں اس نام کے ذکر کی یوں تاویل کرتا ہے۔ "تیسری آیت جس میں محمدؐ کا لفظ آتا ہے سورۃ محمدؐ ہے جو کہ جنگ احد کے تھوڑے عرصہ بعد نازل ہوئی۔ غور سے نظر کرنے پر صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ کہ یہ آیت دو دوسری آیات کے درمیان اس طرح واقع ہوئی ہے کہ انکے ربط کو توڑ دیتی ہے۔ ان آیات کا ترجمہ اس بات کو صاف کر دیتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے روکتے ہیں اللہ انکے کاموں کو ضائع کر دیتا ہے یہ اسلیئے ہے کہ کفار باطل کی پیروی کرتے ہیں اور وہ جو ایمان لائے ...... وہ حق کی پیروی کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ ان دونوں آیتوں کے درمیان جو کہ ربط قرآنی کے ذریعہ ٹھیک ملی ہوئی ہیں

ایک اور آیت پڑی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اور ایمان لائے اسپر جو نازل ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وہ حق ہے انکے رب کی طرف سے ڈھانپ دیتا ہے ان سے انکی برائیاں اور ان کے دلوں کو صاف کر دیتا ہے۔"

مگر گو یہ ڈاکٹر ہرشفیلڈ کی لاجک کے ساتھ اتفاق نہ کرے لیکن حق یہی ہے جیسا کہ زیر بحث آیات کے مندرجہ بالا تشریح میں بتایا جا چکا ہے کہ تیسری آیت قرآنی اسلوب بیان کے مطابق پہلی اور دوسری آیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے پہلا حصہ پہلی آیت کے ساتھ اور دوسرا حصہ دوسری آیت کے ساتھ۔ اس لیئے یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ دوسری آیت ربط کو توڑتی ہے اور اسلیئے وہ خود ساختہ اور جعلی ہے۔ دوسری صنعت جو اس صنعت کے ساتھ ملتی جلتی ہے صنعت لف و نشر غیر مرتب ہے یعنی لپیٹنا اور کھولنا مگر بغیر ترتیب کے۔ پہلی صنعت کو تو ناظرین دیکھ ہی چکے ہیں۔ اب فرض کرو کہ سورۃ الضحیٰ کی آیت مندرجہ بالا میں اگر الف (۱) اور ب (۱) اور ج (۱) کے بعد جو تین آیات ہیں وہ بجائے اس ترتیب کے جسمیں واقع ہوئی ہیں کسی اور ترتیب میں ہوں تو یہ لف و نشر غیر مرتب کی مثال ہوگی۔ پہلی کی تو قرآن شریف سے مثال دی جا چکی ہے۔ اب دوسری کی مثال لیجئے۔ سورۃ الواقعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۵ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۵ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۵ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۵ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۵ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۵ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۵ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۵ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۵ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۵ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۵ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۵ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۵ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۵ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۵ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۵ وَلَحْمِ طَيْرٍ

مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَحُورٌ عِينٌ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝
جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا
تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ مَا أَصْحَابُ
الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۝ وَّطَلْحٍ مَّنضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ۝
وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ۝ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوعَةٍ
وَّلَا مَمْنُوعَةٍ ۝ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ
إِنشَاءً ۝ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝ لِّأَصْحَابِ
الْيَمِينِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝
وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۝ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ۝

ترجمہ ۔ الف (۱) دہنے ہاتھ والے لوگ ۔ کیا ہی خوش ہونگے دہنے ہاتھ والے
ب (۱) اور بائیں ہاتھ والے کیا بد قسمت اور بدحال ہونگے بائیں ہاتھ والے ۔ ج (۱)
سبقت لے جانیوالے جو دنیا میں تھے یہاں بھی آگے ہیں ۔ ج (۲) یہ لوگ اللہ کے
مقرب ہونگے نعمت کے جنتوں میں ۔ ایک گروہ اوّلین سے ۔ اور چند موخرین
سے ۔ اور بیٹھے ہیں ۔ مرصّع تختوں پر ایک دوسرے کے مقابل پر ٹیک لگائے
ہوئے ۔ اور نوعمر بچے لڑکے ان کے آگے پیچھے لئے پھرینگے ۔ آبخورے ۔ تشتریاں
اور پیالے صاف شراب کے اور نہ سر میں درد ہوگا اور نہ ہی بیہودہ باتیں کرینگے ۔
اور ایسے پھل جو کہ انکو بہت پسند آوینگے ۔ اور ایسے پرندوں کا گوشت جس کی وہ
خواہش کرینگے ۔ اور خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ۔ مانند پوشیدہ موتیوں کے ۔
یہ اس چیز کا بدلہ جو کہ وہ عمل کرتے تھے ۔ نہ ہی اس میں بیہودہ سنینگے اور نہ ہی
وہ گناہ کرینگے ۔ مگر ان کا سلامتی ہی قول ہوگا ۔ الف (۲) اور دہنے ہاتھ والے
کیا ہی خوش قسمت ہونگے ۔ بے کانٹے بیریوں کے نیچے اور کیلے لدے
ہوئے اور وسیع سائیوں میں ۔ اور بہتا ہوا پانی اور بہت سے ایسے پھل جو
ہمیشہ انکو ملیں گے اور عمدہ بلند فرش جن کو ہم ہی نے بنایا ۔ اور انکے لیئے

کنواریاں۔ ہم عمر۔ خوش مزاج عورتیں ہونگے۔ ایک گروہ اولین میں سے ہوگا اور ایک گروہ آخرین میں سے ہوگا۔ ب(۲) مگر بائیں ہاتھ والے کیسے بدقسمت ہونگے یہ بائیں ہاتھ والے۔"

جو کچھ اسوقت تک قرآن کریم کے طرز کی نسبت کہا گیا ہے۔ میری رائے میں وہ اس امر کے ظاہر کرنیکے لیئے کافی ہے۔ کہ قرآن کریم کے الفاظ یا آیات کے معنی کرنے میں اگر کوئی دِقّت پیش آتی ہو تو اُس لفظ یا آیت کے پہلے یا پچھلے الفاظ یا آیات پر غور کرنے سے حل ہو سکتی ہے۔ جس طرح انفرادی طور پر الفاظ اور آیات پر غور کرنے سے سیاق عبارت سمجھ میں آجاتا ہے۔ اسی طرح سیاق سباق کا علم ہم کو الفاظ اور انفرادی طور پر آیات کے معنوں کی تعیین میں مدد دیتا ہے۔"

حروف مقطعات

وہ بات جو کہ انگریزی مترجموں کو سخت حیرت میں ڈالتی ہے۔ وہ بعض سورۃ کے شروع میں آنیوالے حروف ہیں۔ قرآن کے ایسے حروف کے صحیح معنی دریافت کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ اسکے بعد آنیوالی آیات (یا اگر ہو سکے تو تمام سورۃ) کے ٹھیک اور صحیح معنی دریافت کیئے جاویں۔ اس حالت میں ہم قریباً قریباً پوری صحت کے ساتھ ان حروف کے معنی نکال سکتے ہیں۔ وہ معنی جو پُرانے مسلمان مفسروں نے ان مقطعات کے کیئے قرآن شریف کی طرز اور اسلوب بیان کے زیادہ مطابق ہیں بہ نسبت ان من گھڑت اور لایعنی مفہوم کے جو یورپین مترجموں نے انپر تھوپنا چاہا ہے۔ اسکے واضح کرنے کے لیئے ہم سورۃ القلم کو لیتے ہیں۔

نٓ ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۙ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۚ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۚ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۚ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۙ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

ترجمہ " ن اور قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں تو اپنے رب کے انعام سے مجنون نہیں ہے اور تحقیق تیرے لیئے غیر محدود اجر ہے۔ اور تُو نہایت اعلیٰ خلق والا ہے۔ پس تُو عنقریب دیکھیگا اور وہ بھی دیکھیں گے کہ تم میں سے کس کی عقل ماری ہوئی ہے تحقیق تیرا رب خوب جانتا ہے اُسے جو راہ کھو بیٹھا ہے اور انہیں بھی جو ہدایت یافتہ ہیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم عربوں کو ایسی عجیب نظر آتی تھی اور آپکا دین کی راہ میں جوش ایسا غیر معمولی تھا کہ ان میں سے بعض آپ کو مجنون (یعنی کسی جن کے اثر کے نیچے آیا ہوا) کہنے لگ گئے تھے۔ یہ تمام سورۃ اس غلط خیال کے اندفاع کے لیئے ہے۔ ہم تھوڑی دیر کے لیئے لفظ ن سے قطع نظر کر کے باقی آیات کو لیتے ہیں۔ پہلی آیت ن کو الگ رکھکر یہ رہ جاتی ہے "قسم ہے قلم کی اور اسکی جو وہ لکھتے ہیں" جو لوگ قرآن شریف کی قسموں کی ماہیت اور غرض سے واقف ہیں وہ میرے ساتھ اس بات میں ضرور اتفاق کرینگے کہ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قلم اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ آنحضرتؐ نعوذ باللہ مجنون نہیں ہیں۔ عام موٹے الفاظ میں اس خیال کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی حکیمانہ تعلیم اس بات کا ایک بین ثبوت ہے کہ آپ مجنون و دیوانہ نہیں ہیں۔ یہ گویا پہلی دلیل ہے جو اس سورۃ میں اس الزام کے دُور کرنے کے لیئے دی گئی ہے۔ دوسری جگہ قرآن شریف میں ہم پڑھتے ہیں والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین اس میں بھی قرآن شریف کی حکمت کو آپکی رسالت پر بطور دلیل کے بیان کیا گیا ہے۔ دوسری دلیل تیسری آیت کے اندر بیان کی گئی ہے خدا فرماتا ہے " اور تیرے لیئے غیر محدود اجر ہے" ظاہر ہے کہ ایک مجنون آدمی کے افعال اسکے یا اسکے ساتھیوں کے لیئے کوئی مفید نتائج پیدا نہیں کر سکتے لیکن ساری دنیا جانتی ہے کہ جو اجر آنحضرت صلعم کو اپنی کوششوں

اور جدو جہد کا ماوہ وہ واقعی غیر محدود تھا اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد۔ یہ دوسرا ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ مجنون نہ تھے۔ تیسری دلیل اس آیت میں ہے وانک لعلی خلق عظیم " اور تحقیق تو نہایت اعلیٰ اخلاق والا ہے " ظاہر ہے کہ ایک مجنون آدمی کبھی بھی ایسے اعلیٰ اور پسندیدہ اخلاق نہیں رکھ سکتا جن کے ذریعہ آنحضرتؐ نے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے دلوں پر قابو پالیا اور نہ ہی ایک دیوانہ وہ استقلال اور ہمت اور دور اندیشی اور معاملہ فہمی اور موقع شناسی دکھا سکتا ہے جو آپنے اپنی زندگی میں ظاہر کی۔ پانچویں اور چھٹی آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ نتیجہ یہ ظاہر کردیگا کہ کون مجنون ہے اور اپنی کوششوں میں دیوانہ پن ظاہر کر رہا ہے آنحضرتؐ یا آپکے دشمن جیسا کہ فرمایا فستبصر ویبصرون بایکم المفتون۔ یہ سورۃ مکی ہے اور آپ کی مکی زندگی میں ظاہر نہ ہوا تھا کہ کون طرف مجنون ہے آنحضرتؐ یا آپکے دشمن کیونکہ دونوں کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ اسلیئے ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنیوالا زمانہ اس راز کو ظاہر کردیگا۔ سو ساری دنیا جانتی ہے کہ بعد میں آنیوالے زمانہ نے فیصلہ صاف اور کھلے طور پر آنحضرتؐ کی تائید میں کیا ؛

قرآن شریف اس خیال کو بار بار ظاہر کرتا ہے کہ خدا سب کے دلوں کی حالت سے واقف ہے اور ہمیشہ اپنے نیکو کار بندوں کی ایسے شریر آدمیوں کے خلاف مدد کرتا ہے جو انہیں تکلیف میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ خیال صرف مدنی زندگی میں ہی ظاہر کیا جاتا تو شاید ایک کجرو آدمی کے لیئے شک کی گنجائش ہوتی لیکن مکہ میں جب کہ دنیاوی اسباب تمام آنحضرتؐ کے خلاف تھے اسوقت آپنے اپنی سچائی کے ثبوت میں یہ معیار پیش کیا اور اسکی رو سے آخر آپ کی صداقت بھی ثابت ہوئی آپنے اپنی مکی زندگی اس معیار کو ایسے صاف طور پر پیش کیا اور اس طرح بار بار اسکو دہرایا کہ اسکے سننے سے آپ کے دشمن آگ بگولا ہو گئے اور آپکو تباہ کرنے کے درپے ہو گئے

اب میں پہلی آیت کی طرف دوبارہ آتا ہوں۔ ن کے عربی زبان میں کئی معنی ہیں جن میں سے ایک دوات کے ہیں۔ سیاق عبارت کو مدّنظر رکھکر اور نیز اس تفسیر کو جو اوپر ان آیات کی کر آیا ہوں صرف یہی معنی ہیں جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ گویا اس صورت میں کل آیت کا یہ مفہوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ دوات اور قلم اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں ان سب کی قسم کھاتا ہے۔ ن آیت کے دوسرے الفاظ کے ساتھ ملا ہوا ہے اور کوئی چیز اسے الگ نہیں کر رہی اسلیئے لامحالہ اسے آیت کے ساتھ ہی رکھنا پڑیگا اور اسی صورت میں معنی کرنے پڑینگے۔ ن کے بعد وقف کرنا جیسے کہ انگریزی مترجموں نے کیا ہے غلط ہوگا۔ مگر سمجھ نہیں آتا یہ لوگ کس طرح اپنی طرف سے معنی کرتے چلے جاتے ہیں۔ پہلے میں ایک مثال دے آیا ہوں کہ کس طرح انگریز مترجموں نے ایک وقف کو نظر انداز کرکے ایک آیت کے غلط معنی کر دیے۔ اب اس مثال سے ظاہر ہے کہ بعض وقت وقف نہیں ہوتا مگر وہ اپنی طرف سے وقف رکھدیتے ہیں۔

اسی طرح طٰہٰ طلحہؓ اور ابوہریرہؓ کے ناموں کے پہلے حصّوں سے مرکب نہیں جیسا کہ ڈاکٹر ہرشفیلڈ نے سمجھا ہے بلکہ صرف ایک عربی جملہ ہے جس کے معنی ہیں ’اے انسان‘ اور جس میں آنحضرتؐ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن شریف کے بہت سے ایڈیشنوں میں طٰہٰ کے اوپر علیہ السّلام لکھا ہوا ہے جیسا کہ تمام مسلمان آنحضرتؐ کا نام لیتے ہوئے کہتے اور لکھتے ہیں۔ اگر طٰہٰ میں آنحضرتؐ کے کسی صحابہ کے نام کا پہلا حصّہ ہوتا ہے تو بجائے علیہ السلام کے رضی اللہ عنہ لکھا ہوتا۔

اب میں چار اور آیات لیتا ہوں جن میں بظاہر کوئی ربط معلوم نہیں ہوتا لیکن دراصل ان کے اندر ربط ہے اور ربط بھی ایسا کہ مشرکین عرب نے بھی اسے سمجھ لیا تھا۔ میں ان آیات کو اس غرض سے بھی اختیار کرتا ہوں کہ ان میں مسلمانوں کی فتح کی صاف اور صریح الفاظ میں پیشگوئی ہے:۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَٰكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ۝

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِہٖ
زَرْعًا تَاْکُلُ مِنْہُ اَنْعَامُھُمْ وَاَنْفُسُھُمْ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ۝
وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْفَتْحُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ یَوْمَ
الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِیْمَانُھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝
فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّھُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝

ترجمہ "کیا ان کو اس بات نے راہ نہیں دکھائی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی بستیوں کو ہلاک کیا جن کے رہائشوں میں سے اب یہ گذرتے ہیں۔ تحقیق اس میں آیات ہیں کیا وہ سنتے نہیں؟ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم پانی کو چلاتے ہیں چٹیل زمین کی طرف۔ پھر اسکے ذریعہ ہم نکالتے ہیں کھیتی جسے کھاتے ہیں انکے مویشی اور وہ خود بھی کیا وہ نظر نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی اگر تم سچے ہو۔ تو کہدے کہ فتح کے وقت کافروں کو ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دیگا اور نہ انکو کوئی ڈھیل دیجائے گی پھر تو انسے اعراض کر اور انتظار کر وہ بھی انتظار کرتے ہیں"

ان چار آیات میں سے پہلی آیت میں تو کفار کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ گذشتہ قوموں کی تاریخ سے عبرت حاصل کریں اور سبق سیکھیں کس طرح ان کو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے مقابلہ کرنے پر ہلاک کیا۔ اسکے صاف یہ معنی ہیں کہ اگر کفار عرب نے بھی وہی رویہ اختیار کیا اور اپنے رسول کی مخالفت کی اور اسکو تکلیف دی تو ان کا بھی یہی حال ہوگا۔ اسی غرض سے یہ لفظ زائد کیئے گئے کہ افلا یسمعون یعنی کیا وہ سنینگے نہیں۔ دوسری آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اسلام خدا کی طرف سے بطور اس بارش کے آیا ہے جو پیاسی زمین پر پڑتی ہے اور یہ کہ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ گویا ان کو صحیفہ فطرت پر نظر ڈالنے کو کہا گیا ہے اسی لیئے یہ الفاظ زائد کیئے گئے کہ افلا یبصرون یعنی وہ کیا دیکھینگے نہیں۔ کفار عرب ان آیات کا خوب مطلب سمجھے اور فوراً پوچھا کہ یہ جو فتح کا وعدہ ہے یہ کب ظہور میں آئیگا۔ چوتھی آیت میں خدا اسکا جواب دیتا ہے کہ یہ فتح ضرور آئیگی لیکن اتنا تو سوچو کہ اسوقت کا ایمان کیا فائدہ دیگا اچھا انتظار کرو ✣ (باقی آئندہ)

ریویو

مرزا صاحب مہدی مرزا صاحباں پنجاب میں بڑے شوق سے گایا جاتا ہے۔ قاضی محمد ظہور الدین صاحب نے اپنی خاص فرمائش سے اسی وزن پر مرزا صاحب مہدی نام ایک پنجابی نظم پنجاب کے معروف شاعر مولوی محمد دلپزیر صاحب کے بیٹے منشی محمد منظور صاحب سے لکھوائی ہے پنجابی پڑھے ہوئے لوگوں میں سلسلہ کے لیئے دلچسپی پیدا کرنے میں بہت مدد مل سکتی ہے قیمت فی ار ایک روپیہ کی ۳۰ عدد

حربہ احمدیہ غیر احمدیوں سے پچپن سوالات ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کی قلم سے۔ تبلیغی میدان میں توجہ پیدا کرنے کے لیئے مفید ہو سکتے ہیں۔ قیمت ار ایک روپیہ کے ۲۰ عدد۔ ہر دو مولوی عنایت اللہ تاجر کتب قادیان سے طلب کیجئے ؛

صادق ٹریکٹ سیریز نمبر ۱ مفتی صاحب نے لنڈن سے اپنی مشن کی مختصر تبلیغی رپورٹ قاضی اکمل صاحب کو بھیجی ہے جو قاضی صاحب نے ٹریکٹ کی صورت میں چھاپی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ بھی یہ سلسلہ جاری رکھا جائیگا اور غالباً یہ ٹریکٹ سیریز صادق اخبار (جو فی الحال بند ہے) کا قائم مقام ہوگا۔ تبلیغی رپورٹوں کا اس طرح چھپنا بہت مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے واللہ اعلم۔ قاضی اکمل صاحب قادیان سے طلب کیجئے ؛

احمدی ایجنسی بمبئی بمبئی میں ہمارے احمدی بھائی ایم۔ پی فخر الدین مالاباری نے احمدی ایجنسی کھولی ہے۔ اگر احمدی تجار ان کی معرفت مال منگوائیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ طرفین کو فائدہ رہیگا۔ میاں فخر الدین ایک مخلص احمدی ہیں اور مستعد آدمی ہیں واللہ اعلم ان کا پتہ یہ ہے ایم پی فخر الدین احمدی مالاباری میمنی بلڈنگ (احمدیہ ایسوسی ایشن) متصل کھڑا پارسی بمبئی ؛

نادر موقع :۔ بعض احباب نے ریویو کی اشاعت و اعانت کی غرض سے کچھ روپیہ دیا ہے۔ کہ کم استطاعت احباب کے نام یا غیر احمدی لوگوں کے نام ریویو جاری کیئے جاویں۔ پس جو لوگ ریویو کی پوری قیمت ادا نہ کر سکتے ہوں وہ ایک روپیہ سالانہ قیمت روانہ کر کے اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ کاغذ حد سے زیادہ گراں ہے ایک روپیہ قیمت ریویو برائے نام ہے ؛ (مینجر ریویو قادیان)

ماہوار رپورٹ بابت ترقی ریویو آف ریلیجنز قادیان

از ۲۲ر فروری سنہ ۱۹۱۸ء تا ۴ر اپریل سنہ ۱۹۱۸ء

رسالہ ماہ فروری سنہ ۱۹۱۸ء میں بتایا گیا تھا کہ ۲۰ر دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء سے ۲۱ر فروری سنہ ۱۹۱۸ء تک ۲۹۰ خریدار ریویو اردو کے اور ۹۷ ریویو انگریزی کے خریدار ہوئے تھے۔ یہ رپورٹ معاونین کی خدمت میں ریویو سے جداگانہ بھی پہنچا دی گئی تھی۔ مارچ کے رسالہ میں بوجہ عدم فرصت یہ رپورٹ شائع نہ ہوسکی۔ مگر تحریک کا سلسلہ خدا تعالےٰ کے فضل سے برابر جاری رہا۔ چنانچہ رپورٹ حسب ذیل ہے:

منشی کظیم الرحمٰن صاحب نیلی کچھ ڈیرہ اسمٰعیل خاں خود خریدار ریویو ہوئے اور ایک خریدار دیا۔ گذشتہ رپورٹ میں یہ نام رہ گیا تھا۔ پیر برکت علی صاحب موضع رمل ضلع گجرات ۷ اردو۔ سید محمد نذیر صاحب گھٹالیاں ضلع سیالکوٹ ۴ اردو۔ بابا محمد حسن صاحب واعظ بہ معیت چودھری غلام احمد خانصاحب کریام ضلع جالندھر و مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری ۲۳ اردو۔ میاں نیاز محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس نواب شاہ سندھ نو ۹ اردو۔ سید محمد اشرف صاحب ہیڈ کلرک ملتان ۳ انگریزی دو ۲ اردو ریویو کے خریدار۔ منشی محمد الدین صاحب پٹواری حلقہ لوتھڑ ضلع ملتان ۲ اردو۔ میر بشارت احمد صاحب حیدر آباد دکن ۱۵ اردو۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور ۳ اردو ایک انگریزی۔ میر غلام رسول صاحب ساکن یاڑی پورہ ملک کشمیر ۴ اردو۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور چار اردو۔ منشی محمد اکبر خانصاحب ڈیرہ غازیخاں ۷ اردو۔ ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب ایک پرچہ انگریزی ایک اردو۔ منشی فتح محمد صاحب پاکپٹن ۳ اردو۔ مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے بھاگلپور ایک انگریزی ایک اردو۔ منشی حامد حسین خانصاحب میرٹھ دو ۲ اردو۔ قاضی حبیب اللہ صاحب ۲ اردو۔ میاں محمد عمر خانصاحب سکرٹری سنور ریاست پٹیالہ ۲ اردو۔ منشی قدرت اللہ صاحب سنوری ۳ اردو۔ منشی عنایت علیخانصاحب گرداور ریاست پٹیالہ ۲ اردو۔ شیخ محمد عبد الرشید صاحب بٹالوی ایک انگریزی۔ چودھری سردار علی صاحب بمبئی تین اردو۔ میاں محمد علی صاحب ساکن نانو ڈوگر ضلع لاہور۔ حاجی محمد منیف صاحب سوداگر ڈیرہ دون۔ مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی۔

مولوی غلام علی صاحب مدرس سعداللہ پور - سید فاضل شاہ صاحب ساکن کی ہالہ - میاں نور حسین صاحب احمدی ساکن کوٹلی ہرنرائن ؛ شیخ تجمل حسین صاحب ساکن گوڑ بھوج ضلع نینی تال ایک ایک چار خریدار انگریزی ریویو گیارہ خریدار ریویو اُردو متفرق طور پر ہوئے ؛

گویا ۲۲ رفروری سے ۴ راپریل ۱۹۱۸ء تک ۱۲۱ خریدار اُردو ریویو کے اور ۱۱ انگریزی ریویو کو آئے ؛

خاص معاونین حکیم محمدؐ حسین صاحب قریشی نے میاں چراغدین صاحب لاہوری کی طرف سے گذشتہ رپورٹ سے پہلے پانچ اُردو پرچہ جاری کرائے تھے - اور اب میاں محمدؐ ابراہیم صاحب سوداگر چرم لاہور سے تین اُردو پرچوں کی قیمت وصول کر کے بھیجی ہے - (۲) منشی محمدؐ اکبر خانصاحب ڈیرہ غازیخاں نے اپنی ترقی کی تقریب پر ایک اُردو پرچہ کی قیمت عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے ؛

(۳) سید نذیر حسین صاحب کی تحریک سے چار احباب نے ریویو اُردو کی قیمت اعانت میں ادا کرنی منظور کی ؛

(۴) میاں علی احمد صاحب معافیدار مقام رجادلی ضلع انبالہ کا خط جو انکے اخلاص کو ظاہر کرتا ہے نقل کیا جاتا ہے ؛

"ایک خط جسمیں ریویو کے خریدار بہم پہنچانے کی ہدایت تھی مع ارشاد حضرت مسیح موعودؑ پہنچا - اسے پڑھکر ریویو کی کمی پر بہت افسوس ہوا اور دردِ دل سے اسکی اشاعت کے لیئے دعا نکلی - اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو الہام کرے کہ اس رسالہ کی اشاعت میں یکدم متوجہ ہو جاوے اور عملاً دو رسالوں کی خریداری کی درخواست خود بھی ایک اپنے لیئے اور ایک اپنی اہلیہ کی طرف سے ارسال کرتا ہوں - پہلے بھی ایک رسالہ کا خریدار ہوں قیمت آہستہ آہستہ دونگا - خاکسار علی احمد از رجادلی" - اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے - آمین ثم آمین - خاکسار محمدؐ نصیب ہیڈ کلرک دفتر ریویو قادیان ؛

گوشوارہ آمد و اخراجات صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۶ء

صیغہ تعلیم — آمد / اخراجات · صیغہ تعمیر — آمد

ذخیرہ سابقہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	از فیس	[illegible]	[illegible]	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	از فیس	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان اخراج	بقایا	ذخیرہ تعمیر	متفرق	میزان	فاضل سابقہ	فاضل
۱۱/	۸/	۰۲/	۰۱/	۱۲/	۰۵/	۳/	۱۳/	۱۰/۵ پ	۸/۷ پ	۷/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰۷/	۱۴/	۹/۲ پ	[illegible]	۰۴/	۰۴/	۰۶/	۲/

مدرسہ — آمد / اخراجات · مساکین — آمد · یتامیٰ — آمد / خرچ

ذخیرہ سابقہ	متفرق	[illegible]	[illegible]	میزان آمد	بقایا سابقہ	فاضل	[illegible]	[illegible]	وظائف	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	ذخیرہ	[illegible]	میزان	بقایا سابقہ	بقایا	ذخیرہ	فاضل سابقہ	وظائف	فاضل
۰۴/	۱۴/	۰۲/	[illegible]	۰۵/	۶/۲ پ	۱۴/	[illegible]	۱۵/	[illegible]	۱۳/	۳/	۱۴/	۹/	۳/	[illegible]	۳/	۱/۲ پ	۸/۱ پ	۰۹/	۳/۱ پ	۱۰/۱ پ	۱۰/۱۲ پ

صیغہ اشاعت اسلام — آمد / اخراجات · صیغہ بیت المال — آمد / اخراجات

اعانت	[illegible]	اردو	[illegible]	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	عملہ	میزان	بقایا	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان آمد	فاضل سابقہ	فاضل	عملہ	وظائف	[illegible]	میزان	فاضل
۹/۱ پ	[illegible]	۷/	۸/	۱۳/	۰۱۲/	۶/۱ پ	۰۳/	۲/	۲/	۲/	۱۵/	۶/۱ پ	۰۷/	۱۳/۲ پ	۴/۱ پ	۳/۲ پ	۱/	[illegible]	۸/	۹/	۱۲/۱ پ

صیغہ مقبرہ بہشتی — آمد / اخراجات · زکوٰۃ — آمد / خرچ · بورڈران ہائی — آمد

حصہ آمد	وصایا	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	تبلیغ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	بقایا	ذخیرہ	بقایا سابقہ	میزان	وظائف	بقایا	[illegible]	فاضل سابقہ	بقایا
۸/	۱۳/	۳/	۱۲/	۱۴/	۰۲/	۱۱/	۱۳/	۰۴/	[illegible]	[illegible]	۰۱۳/	۲/	۰۱۱/	۱۲/	۵/۸ پ	۵/۸ پ	[illegible]	۴/۵ پ	۱۲/	۰۱۳/	۱۵/

تفصیل بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان

یکم جنوری سنہ ۱۹۱۸ء

تعلیم	۲	۹	۱۴۶۷۵
مساکین	۵	۴	۴۶۸۱
اشاعت اسلام	۳	۱۲	۵۵۴۹
مقبرہ بہشتی	۹	۱۱	۹۳۸۹
زکوٰۃ	۵	۴	۱۰۰۵
بورڈنگ ہائی	۰	۱۵	۱۶۲
بورڈنگ احمدیہ	۳	۷	۶۷۲
امانت اندرونی	۰	۱۵	۳۳۱۹
امانت بیرونی	۰	۰	۹۶
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۰۲
میزان	۹	۱	۴۳۴۵۵
	۹	۱۴	۲۶۴۹۱
منہائی فاضل	۰	۳	۱۶۹۶۳
منہائی پیشگی	۶	۱۴	۱۱۰۲۳
باقی نزد امین	۶	۴	۵۹۳۹

تفصیل فاضل صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان

یکم جنوری سنہ ۱۹۱۸ء

تعمیر	۰	۲	۱۹۹۴
مدرسہ احمدیہ	۳	۹	۸۱۱۶
یتامیٰ	۴	۱۰	۲۶۷
بیت المال	۵	۱۲	۱۳۸۱۱
متفرقات	۹	۱۲	۲۳۰۱
میزان	۹	۱۴	۲۶۴۹۱

تفصیل پیشگی صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان

یکم جنوری سنہ ۱۹۱۷ء

تعلیم	۰	۰	۱۰۶۰
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۲۲۵
اشاعت اسلام	۰	۰	۳۹۴
بیت المال	۶	۱۴	۷۹۰۴
تعمیر	۰	۰	۳۷۵
مقبرہ بہشتی	۰	۰	۵۴۵
متفرقات	۰	۰	۳۷۰
زکوٰۃ	۰	۰	۱۰۰
میزان	۶	۱۴	۱۱۰۲۳

امانت اندرونی

صیغہ متفرقات

مستقل فنڈ

امانت بیرونی

محمد اشرف
ناظر

خلیفہ رشید الدین
محاسب